﴿ آیاتہا ۴۵ ﴾ ﴿ سُورۃ ق مکیۃ ۵۰ ﴾ ﴿ رکوعاتہا ۳ ﴾

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سورۃ ق مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے مفصل مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی اور ہم یہ حجت بنا کر ٹھہرے رہے کہ ہم اسے پڑھیں گے، اس کے علاوہ کوئی نازل نہیں ہوگی۔

امام ابن ابی داؤد اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب ان کے ہاتھ پر ضرب لگائی گئی تو آپ نے فرمایا: قسم بخدا! یہ وہ پہلا ہاتھ ہے جس نے مفصل لکھی تھی۔

امام احمد، طبرانی، ابن جریر اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت واثلہ رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے تورات کی جگہ سات طوال سورتیں عطا فرمائی گئیں اور مجھے زبور کی جگہ مئین عطا کی گئیں، اور انجیل کی جگہ مثانی عطا فرمائی گئی۔ اور مجھے مفصل کے ساتھ فضیلت دی گئی۔ (1)

امام دارمی، طبرانی، محمد بن نصر اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے یہ قول ذکر کیا ہے: بے شک ہر شے کے لیے ایک دروازہ ہے اور قرآن کا دروازہ مفصل ہے۔ (2)

امام ابن ابی شیبہ، احمد، ابوداؤد اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت اوس بن حذیفہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم بنی ثقیف کے وفد میں آئے اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے پوچھا تم قرآن کے اجزاء کیسے کرتے ہو؟ تو انہوں نے بتایا: تین، پانچ، سات، نو، گیارہ، تیرہ اور حزب المفصل حالانکہ وہ ایک ہے۔ (3)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے سنن میں حضرت عمرو بن شعیب رحمہ اللہ سے انہوں نے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مفصل میں سے کوئی چھوٹی سورت ہو یا بڑی، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا ہے کہ آپ فرض نماز میں لوگوں کی امامت اس کے ساتھ کراتے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور مسلم رحمہما اللہ نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ذکر کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر میں قٓ ۚ وَ الْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ پڑھا کرتے تھے۔ (4)

امام سعید بن منصور اور یہاں الفاظ انہی کے ہیں، مسلم اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت قطبہ بن مالک رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر کی پہلی رکعت میں قٓ ۚ وَ الْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ پڑھا کرتے تھے۔

1۔ شعب الایمان، باب ذکر المفصل، جلد 2، صفحہ 487 (2484)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 488 (2487)
3۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، باب کم یستحب ان یختم القرآن، جلد 2، صفحہ 150 (1345)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ صحیح مسلم، مع شرح نووی، کتاب الصلوٰۃ، جلد 4، صفحہ 150 (458)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com

Marfat.com

امام احمد، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ام ہشام بنت حارثہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے قٓ ۚ وَ الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ ۝1 رسول اللہ ﷺ کے دہن مبارک سے حاصل کی ہے۔ آپ ﷺ جب جمعۃ المبارک کے دن لوگوں کو خطبہ ارشاد فرماتے، تو آپ ہر جمعہ منبر پر اسے پڑھا کرتے تھے۔(1)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت ام صبیہ خولہ بنت قیس جہینہ رضی اللہ عنہا سے یہ قول ذکر کیا ہے کہ انہوں نے کہا: میں جمعہ کے دن رسول اللہ ﷺ کا خطبہ سنا کرتی تھی۔ میں عورتوں کے آخر میں ہوئی اور آپ ﷺ منبر پر قٓ ۚ وَ الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ ۝1 پڑھتے۔ تو میں آپ کی قرأت سنتی حالانکہ میں مسجد کے آخر میں ہوتی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''عَمَّ یَتَسَآءَلُوْنَ'' کی تعلیم حاصل کرو اور قٓ ۚ وَ الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ ۝1 کے احکام سیکھو، اور وَ النَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۝1 (النجم) وَ السَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ۝1 (البروج) اور وَ السَّمَآءِ وَ الطَّارِقِ ۝1 (الطارق) کا علم حاصل کرو۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

قٓ ۚ وَ الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ ۝1 بَلْ عَجِبُوْۤا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ
الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا شَیْءٌ عَجِیْبٌ ۝2 ءَاِذَا مِتْنَا وَ كُنَّا تُرَابًا ۚ ذٰلِكَ رَجْعٌۢ
بَعِیْدٌ ۝3 قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ ۚ وَ عِنْدَنَا كِتٰبٌ
حَفِیْظٌ ۝4 بَلْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ فَهُمْ فِیْۤ اَمْرٍ مَّرِیْجٍ ۝5 اَفَلَمْ
یَنْظُرُوْۤا اِلَى السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ كَیْفَ بَنَیْنٰهَا وَ زَیَّنّٰهَا وَ مَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ ۝6 وَ
الْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَ اَلْقَیْنَا فِیْهَا رَوَاسِیَ وَ اَنْۢبَتْنَا فِیْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍۭ
بَهِیْجٍ ۝7 تَبْصِرَةً وَّ ذِكْرٰى لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِیْبٍ ۝8 وَ نَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً
مُّبٰرَكًا فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّ حَبَّ الْحَصِیْدِ ۝9 وَ النَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ
نَّضِیْدٌ ۝10 رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ ۙ وَ اَحْیَیْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّیْتًا ۚ كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ ۝11

''قاف، قسم ہے قرآن مجید کی (کہ میرا رسول سچا ہے) مگر یہ (نادان) حیران ہیں اس بات پر کہ آیا ہے ان کے پاس ڈرانے والا ان میں سے تو کہنے لگے کفار کہ یہ تو بڑی عجیب و غریب بات ہے۔ (وہ کہتے ہیں) کیا جب ہم

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب الصلوٰۃ، جلد 6، صفحہ 158 (891)، دارالکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com

مرجائیں گے اور مٹی ہو جائیں گے (تو پھر زندہ کیے جائیں گے) یہ واپسی تو (عقل سے) بعید ہے۔ ہم خوب جانتے ہیں جو زمین ان کے جسموں سے گھٹاتی ہے۔ اور ہمارے پاس ایک کتاب ہے جس میں سب کچھ محفوظ ہے۔ بلکہ انہوں نے جھٹلایا (دین) حق کو جب وہ ان کے پاس آیا پس (اس وجہ) سے وہ بڑی الجھن میں پھنس گئے ہیں۔ کیا انہوں نے نہیں دیکھا آسمان کی طرف جو ان کے اوپر ہے ہم نے اسے کس طرح بنایا ہے اور اسے کیسے آراستہ کیا ہے اور اس میں کوئی شگاف نہیں۔ اور زمین کو ہم نے پھیلا دیا اور جما دیئے اس پر بڑے بڑے پہاڑ اور اگا دی ہیں اس میں ہر قسم کی رونق افزا چیزیں۔ یہ (آثار قدرت) بصیرت افروز اور یاد دہانی ہیں ہر اس بندے کے لیے جو اپنے رب کی طرف مائل ہے۔ اور ہم نے اتارا آسمان سے برکت والا پانی پس ہم نے اگائے اس سے باغات اور اناج جس کا کھیت کاٹا جاتا ہے۔ اور کھجور کے لمبے لمبے درخت جن کے گچھے (پھل سے) گندھے ہوتے ہیں۔ بندوں کی روزی کے لیے اور ہم نے زندہ کر دیا اس پانی سے مردہ شہر۔ یونہی (روز محشر ان کا) نکلنا ہوگا''۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ق اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ایک اسم ہے۔ (1)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس زمین کے پیچھے ایک سمندر تخلیق فرمایا ہے جو اس ساری زمین کو محیط ہے۔ پھر اس کے پیچھے ایک پہاڑ پیدا فرمایا جسے ق کہا جاتا ہے۔ آسمان دنیا اس پر پھیلا ہوا ہے۔ پھر اس پہاڑ کے پیچھے اس زمین سے سات گنا بڑی زمین پیدا فرمائی، پھر اس کے پیچھے ایک سمندر پیدا کیا جو اسے گھیرے ہوئے ہے۔ پھر اس کے پیچھے ایک پہاڑ پیدا فرمایا، اسے بھی ق کہا جاتا ہے۔ اور دوسرا آسمان اسی پر بچھایا گیا ہے۔ یہاں تک کہ آپ نے سات زمینیں، سات سمندر، سات پہاڑ اور سات آسمان شمار کیے۔ فرمایا اسی لیے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ (لقمان: 27) (اور سمندر سیاہی بن جائے اور اس کے علاوہ سات سمندر)

امام ابن منذر، ابن مردویہ، ابوالشیخ اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن بریدہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ق زمرد کا ایک پہاڑ ہے جو ساری دنیا کو محیط ہے اور اسی پر آسمان کے کنارے ہیں۔ (2)

امام ابن ابی الدنیا نے عقوبات میں اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے العظمہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک پہاڑ پیدا فرمایا جسے ق کہا جاتا ہے اور وہ ساری دنیا کو محیط ہے۔ اور اس کی جڑیں اس چٹان تک گہری ہیں جس پر زمین ہے۔ پس جب اللہ تعالیٰ کسی گاؤں میں زلزلہ برپا کرنا چاہے تو وہ اس پہاڑ کو حکم دیتا ہے کہ وہ اس رگ اور جڑ کو حرکت دے جو اس گاؤں سے مل رہی ہے۔ چنانچہ وہ اسے حرکت دیتا ہے اور زلزلہ برپا کر دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض شہروں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 169، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 504 (3727)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com

Marfat.com

میں زلزلہ آتا ہے اور بعض میں نہیں۔

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ قٓ ایک پہاڑ ہے جو زمین کو محیط ہے۔(1)

عبدالرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ قٓ قرآن کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔(2)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا وَ الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ۝ میں الْمَجِیْدِ بمعنی کریم ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَ الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ۝ کوئی شے بھی قرآن کریم سے احسن اور افضل نہیں ہے۔

ابن منذر نے ذکر کیا ہے کہ ابن جریج نے ذٰلِكَ رَجْعٌۢ بَعِیْدٌ۝ کی تفسیر میں فرمایا: کہ انہوں نے مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیے جانے کا انکار کیا اور کہا: کہ کون یہ طاقت رکھتا ہے کہ وہ ہمیں مرنے کے بعد دوبارہ لوٹائے اور ہمیں زندہ کرے؟

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہم خوب جانتے ہیں اسے جو زمین ان کے جسموں سے گھٹاتی ہے اور اسے جو ان کے جسموں سے ضائع اور ختم ہو جاتا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے آپ ہی سے اسی آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم خوب جانتے ہیں اسے جو کچھ زمین ان کے گوشت، بالوں اور ہڈیوں میں سے کھا جاتی ہے۔(3)

امام عبدالرزاق اور ابن جریر رحمہما اللہ نے اسی آیت کے بارے حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے یعنی ہم خوب جانتے ہیں ان مردوں کو جنہیں زمین کھا جائے گی جب وہ مریں گے۔(4)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے وَ عِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِیْظٌ۝ کے تحت حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے اور ہمارے پاس ایک کتاب ہے جس میں ان کی تعداد اور ان کے اسماء محفوظ ہیں۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ فِیْۤ اَمْرٍ مَّرِیْجٍ۝ کا معنی ہے مختلف۔ یعنی وہ بہت بڑے اختلاف میں پھنس گئے ہیں۔(5)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ حضرت ابوحمزہ رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ان سے فِیْۤ اَمْرٍ مَّرِیْجٍ۝ کے بارے پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا: اَلشَّیْءُ الْمَرِیْجُ سے مراد منکر اور متغیر شے ہے۔ کیا تو نے شاعر کا یہ قول نہیں سنا:

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 227، دار الکتب العلمیہ بیروت　2۔ ایضاً

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 171، دار احیاء التراث العربی بیروت　4۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 172

5۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 173

Marfat.com

marfat.com

فَجَالَتْ وَالْتَمَسَتْ بِهٖ حَشَاهَا فَخَرَّ كَأَنَّهٗ خَوْطٌ مَّرِيْجُ

"پس اس نے چکر لگایا اور اس کے سبب اپنی پناہ کو تلاش کیا اور وہ گر پڑا گویا کہ وہ بدلی ہوئی نرم ٹہنی ہے"۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ وہ گمراہی میں پھنس گئے ہیں۔(2)

امام ابن الانباری رحمہ اللہ نے کتاب الوقف میں، خطیب رحمہ اللہ نے تالی التلخیص میں اور طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے اسی ارشاد کے بارے آپ سے پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا مَّرِيْجٍ بمعنی مختلط ہے۔ یعنی وہ بہت بڑی الجھن میں پھنس گئے ہیں۔ نافع نے پوچھا: کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے شاعر کا یہ قول نہیں سنا:

فَرَاغَتْ فَانْتَقَذَتْ بِهٖ حَشَاهَا فَخَرَّ كَأَنَّهٗ خَوْطٌ مَّرِيْجُ

"وہ چپکے سے نکل گئی اور اس طرح اس نے اپنی پناہ ختم کر دی اور وہ گر پڑا گویا کہ وہ مختلط ٹہنی ہے"۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مَّرِيْجٍ بمعنی ملتبس ہے۔ اور مَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ۝ میں فروج سے مراد دراڑیں ہیں۔(3)

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق نے آپ سے کہا: کہ مجھے ارشاد باری تعالیٰ مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ۝ کا مفہوم بتایئے۔ تو آپ نے فرمایا: زَوْجٍ سے مراد واحد اور بَهِيْجٍ سے مراد حسن ہے۔ پھر نافع نے پوچھا: کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا آپ نے اعشی کو نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے۔

وَكُلُّ زَوْجٍ مِنَ الدِّيْبَاجِ يَلْبَسُهٗ اَبُوْقُدَامَةَ مُحْبُوْكٌ يَدَاهُ مَعًا

"ریشم کا ہر جوڑا جسے ابو قدامہ پہنتا ہے وہ اور اس کے ہاتھ دونوں تیرے پسندیدہ ہیں"۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بَهِيْجٍ۝ یعنی حسن (خوبصورت، پر رونق) ہے۔ اور تَبْصِرَةً کے بارے فرمایا بندوں کے لیے کتنا اچھا تبصرہ ہے۔ اور وَّ ذِكْرٰى لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ۝ فرمایا مُّنِيْبٍ سے مراد ہر وہ بندہ ہے جس کا دل اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ اور مائل ہو۔(4)

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تَبْصِرَةً یعنی بصیرت ہے۔ (یعنی یہ آثار قدرت بصیرت افروز ہیں)(5)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ دونوں نے فرمایا: عَبْدٍ مُّنِيْبٍ سے مراد عاجزی وانکساری کرنے والا بندہ ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 173، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 74-173
4۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 175 5۔ ایضاً

marfat.com
Marfat.com

امام بخاری رحمہ اللہ نے الادب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ جب آسمان بارش برساتا تھا تو آپ کہتے تھے: اے کنیز! میری زین نکال، میرے کپڑے نکال، اور کہتے وَ نَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ مَآءً مُّبٰرَكًا سے مراد بارش ہے۔

فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ حَبَّ الْحَصِيْدِ ۝ سے مراد گندم ہے۔(1)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حَبَّ الْحَصِيْدِ ۝ سے مراد گندم اور جو ہیں۔

امام حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت قطبہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ میں نے صبح کے وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھتے سنا۔ جب آپ اس آیت پر آئے: وَ النَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ ۝ فرمایا قطبہ! میں کہتا ہوں وہ کھجور کے درخت جنہیں بہت لمبا بنایا گیا ہے۔(2)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے کئی اسناد سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا وَ النَّخْلَ بٰسِقٰتٍ سے مراد کھجور کے لمبے لمبے درخت ہیں۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے بیان کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عثمان بن خثیم نے کہا: کہ میں نے النَّخْلَ بٰسِقٰتٍ کے بارے پوچھا اور کہا کہ کھجور کے بسوق سے کیا مراد ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: اس سے مراد کھجور کا گابھا ہے۔ کیا تو جانتا ہے کہ بکری کے لیے جب بچہ جننے کا وقت آتا ہے تو کہا جاتا ہے بٰسِقٰتٍ؟ عبد اللہ کہتے ہیں کہ میں پھر حضرت سعید رحمۃ اللہ علیہ بن جبیر کی طرف لوٹ کر آیا اور آپ کو یہ سب بتایا۔ تو انہوں نے فرمایا: عکرمہ نے جھوٹ کہا ہے۔ بلکہ بسوق النخل سے مراد کلام عرب میں اس کا لمبا اور طویل ہونا ہے۔ کیا تو جانتا نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وَ النَّخْلَ بٰسِقٰتٍ اور پھر فرمایا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ ۝۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عبد اللہ بن شداد رحمہ اللہ سے یہ معنی بیان کیے ہیں کہ وَ النَّخْلَ بٰسِقٰتٍ سے مراد کھجوروں کا سیدھا کھڑا ہونا ہے۔(4)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عکرمہ رحمہ اللہ نے کہا: بسوق سے مراد کھجوروں کا ایک دوسرے کے ساتھ بالکل جڑا ہوا اور ایک دوسرے کے ساتھ بالکل ملا ہوا ہونا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ ۝ کا معنی ہے کہ ان کے گچھوں میں پھل ایک دوسرے کے اوپر تہ بہ تہ ہے۔(5)

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّ اَصْحٰبُ الرَّسِّ وَ ثَمُوْدُ ۝۱۲ وَ عَادٌ وَّ فِرْعَوْنُ وَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 176، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 504 (3728)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 176
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 177

marfat.com
Marfat.com

اِخْوَانُ لُوْطٍ ﴿۱۳﴾ وَّ اَصْحٰبُ الْاَیْكَةِ وَ قَوْمُ تُبَّعٍ ؕ كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِیْدِ ﴿۱۴﴾ اَفَعَیِیْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ ؕ بَلْ هُمْ فِیْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ ﴿۱۵﴾

"(حق کو) جھٹلایا تھا ان (اہل مکہ) سے پہلے قوم نوح، اہل رس اور ثمود نے۔ اور (جھٹلایا تھا) عاد، فرعون اور قوم لوط نے۔ نیز ایکہ کے باشندوں اور تبع کی قوم نے ان سب نے جھٹلایا تھا رسولوں کو پس پورا ہو گیا ہمارا (عذاب کا) وعدہ۔ تو کیا ہم تھک گئے ہیں پہلی مرتبہ مخلوق کو پیدا کر کے (ایسا نہیں) بلکہ یہ (کفار) از سر نو پیدا ہونے کے بارے میں شک میں ہیں"۔

امام ابن منذر اور ابن جریر رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح تفسیر بیان فرمائی: فَحَقَّ وَعِیْدِ ﴿۱۴﴾ یعنی انہیں ڈرانے کے لیے وہ اس کے سبب ہلاک نہیں کیے گئے۔ اور اَفَعَیِیْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ کے بارے فرمایا: جس وقت ہم نے تمہیں پیدا کیا کیا اس نے ہمیں تھکا دیا ہے؟ بَلْ هُمْ فِیْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ ﴿۱۵﴾ فرمایا: وہ دوبارہ اٹھائے جانے کے بارے شک کر رہے ہیں۔ (1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ اَفَعَیِیْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ پہلی مرتبہ مخلوق کو پیدا کرنے نے ہمیں تھکایا نہیں اور بَلْ هُمْ فِیْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ ﴿۱۵﴾ کے متعلق فرماتے ہیں کہ وہ موت کے بعد دوبارہ زندہ کیے جانے کے بارے میں شک کر رہے ہیں۔ (2)

وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَ نَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ ۚۖ وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ ﴿۱۶﴾

"اور بلاشبہ ہم نے ہی انسان کو پیدا کیا ہے اور ہم (خوب) جانتے ہیں اس کا نفس جو وسوسے ڈالتا ہے۔ اور ہم اس سے شہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہیں"۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے انسان کو بلند ترین مقام عطا فرمایا کہ وہ خود اس سے شہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہے۔ وہ آدمی اور اس کے دل کے مابین حائل ہو جاتا ہے اور وہ ہر چوپائے کو پیشانی سے پکڑنے والا ہے اور وہ ان کے ساتھ ہے جہاں بھی وہ ہوں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت جویبر رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ ﴿۱۶﴾ کے بارے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا کوئی شے بھی شہ رگ سے زیادہ انسان کے قریب نہیں اور اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ انسان کے نزدیک ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 181، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً

marfat.com
Marfat.com

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: حَبْلِ الْوَرِيْدِ ﴿۱۶﴾ سے مراد رگ گردن ہے۔(1)

امام ابن منذر نے آپ ہی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ﴿۱۶﴾ سے مراد رگ دل اور اس کی معاون رگیں ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ﴿۱۶﴾ سے مراد وہ رگ ہے جو حلق میں ہوتی ہے۔(2)

اِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيٰنِ عَنِ الْيَمِيْنِ وَ عَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ ﴿۱۷﴾ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ﴿۱۸﴾

"جب (اس کے اعمال کو) لے لیتے ہیں دو لینے والے (ان میں سے) ایک دائیں جانب اور (دوسرا) بائیں جانب بیٹھا ہوتا ہے۔ وہ نہیں نکالتا اپنی زبان سے کوئی بات مگر اس کے پاس ایک نگہبان (لکھنے کے لیے) تیار ہوتا ہے"۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بیان کیا ہے کہ انہوں نے اِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيٰنِ کے تحت فرمایا ہر انسان کے ساتھ دو فرشتے ہیں۔ ایک فرشتہ اس کی دائیں جانب ہے اور دوسرا اس کی بائیں جانب ہے۔ پس وہ فرشتہ جو انسان کی دائیں جانب ہے وہ نیکیاں لکھتا ہے اور جو بائیں جانب ہے وہ برائیاں اور گناہ لکھتا ہے۔(3)

امام ابونعیم اور دیلمی رحمہما اللہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث ذکر کی ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے دو محافظ فرشتوں کو انتہائی لطیف بنایا ہے یہاں تک کہ اس نے دونوں کو دو داڑھوں پر بٹھا دیا ہے اور انسان کی زبان کو دونوں کی قلمیں اور اس کی تھوک کو دونوں کے لیے سیاہی بنا دیا ہے۔

امام ابونعیم نے حلیہ میں بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: گناہ اور برائیاں لکھنے والے کا نام قعید ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے اس آیت کے ضمن میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول ذکر کیا ہے کہ دائیں جانب نیکیاں لکھنے والا ہے اور بائیں جانب برائیاں اور گناہ لکھنے والا ہے۔(4)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ آلایہ کے تحت فرمایا: جو کلام بھی انسان کرے چاہے وہ اچھا ہو یا برا وہ سب کچھ لکھ لیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کا یہ قول بھی لکھ لیا جاتا ہے۔ میں نے کھایا، میں نے پیا، میں گیا، میں آیا، میں نے دیکھا، یہاں تک کہ جب جمعرات کا دن ہوتا ہے تو اس کے قول اور اس کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں۔ اور جو کچھ اس میں خیر یا شر ہو اس کا اس سے اقرار کرایا جاتا ہے۔ اور پھر اس تمام

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 182، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 184
4۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 185

marfat.com
Marfat.com

کو رکھ دیا جاتا ہے۔ سو اسی کے بارے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: یَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَ يُثْبِتُ (الرعد: 39) (مٹاتا ہے اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے اور باقی رکھتا ہے (جو چاہتا ہے)

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور حاکم نے حضرت عکرمہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ﴿۱۸﴾ کے بارے یہ قول بیان کیا ہے: بلاشبہ خیر اور شر (نیکی اور بدی) لکھے جاتے ہیں اور ایسے اقوال نہیں لکھے جاتے: اے غلام تو گھوڑے پر زین ڈال۔ یا کوئی کہے: اے غلام مجھے پانی پلا۔ حاکم نے اسے صحیح کہا ہے۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وہی کچھ لکھا جاتا ہے جس پر اجر دیا جائے گا اور جس کے بارے میں باز پرس کی جائے گی۔ اگر کسی آدمی نے اپنی بیوی کو کہا ادھر آؤ تا کہ ہم اس اس طرح کریں تو اس پر کچھ نہ کچھ لکھ دیا جاتا ہے۔

امام ابن ابی الدنیا نے الغدیہ میں کلبی کی سند سے حضرت ابو صالح سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ آپ نے مذکورہ آیت کی تفسیر میں فرمایا: نیکیاں لکھنے والا آدمی کی دائیں جانب ہے اس کی نیکیاں لکھتا ہے اور برائیاں لکھنے والا بائیں جانب ہے۔ پس جب کوئی نیکی کا عمل کرے تو دائیں جانب والا فرشتہ دس نیکیاں لکھتا ہے۔ اور جب کوئی برا عمل کرے تو دائیں جانب والا فرشتہ بائیں جانب والے کو کہتا ہے اسے چھوڑ دے۔ یہاں تک کہ وہ تسبیح و استغفار کرنے لگتا ہے۔ اور جب جمعرات کا دن آتا ہے تو وہ نیکی اور بدی جس کے سبب جزا دی جائے گی وہ لکھ لی جاتی ہے۔ اور جو کچھ اس کے سوا ہوا سے پھینک دیا جاتا ہے۔ پھر اسے ام الکتاب پر پیش کیا جاتا ہے۔ تو وہ اس میں وہ سب کچھ پالیتا ہے۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے الصمت (خاموشی کے بیان) میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انسان کی زبان فرشتے کا قلم ہے اور اس کی تھوک اس کی سیاہی ہے۔

امام ابن ابی الدنیا اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ احنف بن قیس نے عَنِ الْيَمِيْنِ وَ عَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ ﴿۱۷﴾ کے بارے فرمایا: دائیں طرف والا فرشتہ خیر اور نیکی لکھتا ہے اور وہی بائیں طرف والے کا امیر ہے۔ اور اگر بندہ گناہ کا ارتکاب کرے تو وہ اسے کہتا ہے رک جا۔ پس اگر بندہ اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کر لے تو وہ اسے گناہ لکھنے سے روک دیتا ہے، اور اگر بندہ استغفار نہ کرے تو وہ اسے لکھنے کا اصرار کرتا ہے۔

امام ابن منذر اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے العظمہ میں حضرت ابن مبارک رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ دو فرشتے ہیں ان میں سے ایک دائیں جانب ہے، وہ نیکیاں لکھتا ہے اور ایک فرشتہ بائیں جانب ہے، وہ برائیاں لکھتا ہے۔ پس وہ فرشتہ جو دائیں جانب ہے وہ اپنے ساتھی کی شہادت کے بغیر لکھتا ہے۔ اگر کوئی بیٹھا ہوا ہو تو ان میں سے ایک دائیں جانب ہوتا ہے اور دوسرا بائیں جانب۔ اور اگر وہ چلے تو ان میں سے ایک اس کے آگے ہوتا ہے اور دوسرا اس کے پیچھے۔ اور اگر وہ سوئے تو ان میں سے ایک اس کی سر کی جانب ہوتا ہے اور دوسرا اس کے پاؤں کی جانب۔ ابن

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 505 (3730)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com

مبارک نے کہا ہے: انسان کو پانچ فرشتوں کے حوالے کیا گیا ہے: دو فرشتے رات کے وقت ہوتے ہیں اور دو فرشتے دن کے وقت۔ یہ دو دو آتے جاتے رہتے ہیں اور پانچواں فرشتہ نہ ان سے رات کے وقت جدا ہوتا ہے اور نہ دن کے وقت۔

امام فریابی اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ رَقِيبٌ عَتِيدٌ۝ سے مراد رصید یعنی نگہبان اور تاک میں رہنے والا ہے۔

امام ابن منذر اور ابوالشیخ نے حضرت حجاج بن دینار رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے ابو معشر سے کہا کہ وہ آدمی جو اپنے دل میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے فرشتے اسے کیسے لکھتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: وہ اس کی خوشبو پا لیتے ہیں۔

امام عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں حضرت ابو عمران جونی سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم تک یہ خبر پہنچی ہے کہ ہر شام عصر کے بعد آسمان دنیا میں فرشتے اپنی تحریریں پیش کرتے ہیں۔ تو ایک فرشتہ پکار کر کہتا ہے اس صحیفہ کو رکھ دے۔ اور دوسرا فرشتہ بھی پکار کر کہتا ہے اس صحیفہ کو رکھ دے۔ تو وہ کہتے ہیں اے ہمارے رب! انہوں نے خیر اور بھلائی کی بات کی ہے اور ہم ان پر محافظ ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: بلاشبہ انہوں نے اس سے میری رضا کا قصد نہیں کیا اور میں تو صرف اس عمل کی طرف توجہ فرماتا ہوں جس سے میری رضا مقصود ہو۔ اور دوسرے فرشتے کو پکار کر کہتا ہے: فلاں ابن فلاں کے لیے اس اس طرح لکھ لو۔ تو وہ فرشتہ کہتا ہے: اے میرے رب! اس نے یہ عمل نہیں کیا۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: بے شک اس نے اس کی نیت کی ہے۔

امام ابن مبارک، ابن ابی الدنیا نے اخلاص میں اور ابوالشیخ نے العظمہ میں ضمرہ بن حبیب سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک فرشتے اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے کسی بندے کا عمل لے کر اوپر چڑھتے ہیں۔ وہ اسے کثیر قرار دیتے ہیں اور اس کا تزکیہ بیان کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ وہاں رکتے ہیں جہاں اللہ تعالیٰ اپنا غلبہ چاہے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کی طرف وحی فرماتا ہے کہ تم میرے بندے کے عمل پر محافظ ہو اور میں اس کا نگہبان ہوں جو کچھ اس کے دل میں ہے۔ میرے اس بندے نے خالص میرے لیے اپنا عمل نہیں کیا۔ پس تم اسے سجین میں رکھ دو۔ فرمایا: ملائکہ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے ایک بندے کا عمل لے کر اوپر چڑھتے ہیں۔ وہ اسے قلیل سمجھتے ہیں اور اسے حقیر قرار دیتے ہیں۔ حتیٰ کہ وہ وہاں جا کر رکتے ہیں جہاں اللہ تعالیٰ اپنا غلبہ چاہے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کی طرف وحی فرماتا ہے: بے شک تم میرے بندے کے عمل پر محافظ ہو۔ لیکن میں اس کا نگہبان ہوں جو اس کے دل میں ہے۔ تم اس کے عمل کو اس کے لیے دگنا کر دو اور اسے علیین میں رکھ دو۔

امام طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دائیں جانب والا فرشتہ بائیں جانب والے پر امیر ہے۔ پس جب کوئی بندہ نیک عمل کرے تو اس کے لیے اس کی مثل دس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں۔ اور جب کوئی برا عمل کرے اور بائیں جانب والا فرشتہ اسے لکھنے کا ارادہ کرے تو دائیں جانب والا اسے کہتا ہے رک جا۔ تو وہ چھ، سات ساعتیں رکا رہتا ہے۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کر لے تو پھر وہ اس پر کوئی شے نہیں لکھتا۔ اور اگر وہ اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب نہ کرے تو پھر اس پر ایک گناہ لکھ دیا جاتا ہے۔ (1)

1۔ شعب الایمان، باب فی معالجۃ کل ذنب، جلد 5، صفحہ 390 (7049)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے التفسیر میں حضرت حسان بن عطیہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے ایک مجلس مذاکرہ قائم کی جس میں مکحول اور ابن ابی زکریا بھی تھے۔ (اور اس میں یہ ذکر کیا) کہ جب کوئی گناہ کا عمل کرے تو اس کے بارے میں تین ساعتیں کچھ نہیں لکھا جاتا۔ پس اگر وہ اللہ تعالیٰ سے توبہ کر لے تو فبہا۔ ورنہ اس کے خلاف گناہ لکھ دیا جاتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عطا بن ابی رباح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ بے شک جو تم سے پہلے تھے وہ کتاب اللہ کے سوا فالتو کلام کو ناپسند کرتے تھے کہ وہ اسے پڑھیں یا نیکی کا حکم دیں یا برائی سے روکیں۔ اور یہ کہ تو اپنے کاروبار کے بارے میں اتنی گفتگو کرے جو تیرے لیے لازم اور ضروری ہے۔ کیا تم انکار کرتے ہو کہ تم پر کراماً کاتبین محافظ ہیں اور یہ کہ وہ دائیں اور بائیں جانب بیٹھے ہوئے ہیں اور وہ اپنی زبان سے کوئی قول بھی نہیں نکالتا مگر اس کے پاس ایک نگہبان (لکھنے کے لیے) تیار ہوتا ہے؟ کیا تم میں سے کسی کو حیا نہیں آئے گی کہ اگر وہ اپنے اس صحیفہ (نامہ اعمال) کو کھولے جسے اس نے اپنے دن کے دوران بھرا۔ اور ان میں سے اکثر ایسی باتیں ہیں جو نہ امور دینیہ سے متعلق ہیں اور نہ ہی امور دنیویہ سے؟

امام ابن ابی شیبہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ بن عطیہ سے یہ قول بیان کیا ہے اس اثناء میں کہ ایک آدمی گدھے پر سوار تھا، اچانک وہ اس سے گر پڑا۔ تو اس نے کہا: تو ہلاک ہو، تو دائیں جانب والے فرشتے نے کہا: یہ نیکی تو نہیں ہے کہ میں اسے لکھوں۔ اور بائیں جانب والے فرشتے نے کہا یہ برائی بھی نہیں کہ میں اسے لکھوں۔ تو بائیں جانب والے کو پکار کر کہا گیا کہ جو کچھ دائیں جانب والا چھوڑ دے تو اسے لکھ لے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت بکر بن ماعز رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ربیع بن خثیم کی بیٹی آئی۔ اور ان کے پاس ان کے اصحاب بیٹھے ہوئے تھے۔ تو اس نے آتے ہی کہا: ابا جی! میں کھیلنے جا رہی ہوں۔ تو انہوں نے فرمایا: نہیں۔ تو پھر آپ کے ساتھیوں نے آپ سے کہا: اے ابا یزید! اسے چھوڑ دیجئے۔ تو انہوں نے فرمایا: میرے نامہ اعمال میں یہ نہیں پایا جائے گا کہ میں نے اسے کہا ہے: تو جا اور کھیل۔ بلکہ یہ ہوگا کہ تو جا اور اچھی بات کہہ اور نیکی کا عمل کر۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت حذیفہ بن یمان سے یہ بیان کیا ہے کہ کلام کے سات دروازے ہیں۔ جب ان سے نکل آئے تو لکھ دی جاتی ہے۔ اور جب تک باہر نہ نکلے وہ نہیں لکھی جاتی: دل، حلق کا کوا، دو جبڑے اور دو ہونٹ۔ (1)

امام خطیب رحمہ اللہ نے رواۃ مالک میں اور ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت مالک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان تک یہ خبر پہنچی ہے کہ ہر شے لکھی جاتی ہے حتی کہ مریض کا کراہنا بھی۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ابن آدم (انسان) جو بات بھی کرتا ہے وہ لکھ دی جاتی ہے۔ حتی کہ اس کا اپنی بیماری کی حالت میں کراہنا بھی (لکھ دیا جاتا ہے)۔

امام ابن ابی الدنیا اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت فضیل بن عیسیٰ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب آدمی قریب مرگ ہوتا ہے۔ تو وہ فرشتہ جو اس کے اعمال لکھتا ہے اسے کہا جاتا ہے تو رک جا۔ تو وہ جواب دیتا ہے نہیں۔ اور میں نہیں جانتا

1۔ شعب الایمان، باب فی حفظ اللسان، جلد 4، صفحہ 260 (7008)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com

Marfat.com

شاید وہ یہ کہہ دے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تو میں اس کے لیے اسے لکھوں گا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مریض سے ہر شے لکھی جاتی ہے یہاں تک کہ بیماری کی حالت میں اس کا کراہنا بھی۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عطاء بن یسار رحمہ اللہ سے مرفوع حدیث بیان کی ہے کہ جب بندہ بیمار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کراماً کاتبین سے فرماتا ہے: میرے بندے کے لیے اسی کی مثل عمل لکھتے رہو جیسے وہ کیا کرتا تھا یہاں تک کہ میں اس کی روح قبض کرلوں یا اسے صحت عطا فرمادوں۔(2)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب کوئی بندہ بیمار ہوتا ہے تو فرشتہ عرض کرتا ہے: اے میرے رب! تونے اپنے بندے کو اس طرح کی بیماری میں مبتلا کر دیا ہے۔ تو رب کریم فرماتا ہے: جب تک یہ میری رسی میں بندھا ہوا ہے (یعنی جب تک یہ اس بیماری میں مبتلا ہے) تم اس کے لیے اس طرح کے عمل لکھتے رہو جیسے وہ کیا کرتا تھا۔(3)

امام ابن ابی شیبہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو بیماری میں مبتلا کر دیتا ہے تو وہ بائیں جانب والے فرشتے سے کہتا ہے تو (قلم) اٹھالے اور دائیں جانب والے فرشتے سے فرماتا ہے تو میرے بندے کے لیے وہ عمل لکھ جو یہ کیا کرتا تھا۔(4)

ابن ابی شیبہ نے نضر بن انس سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم پچاس سال سے باتیں کرتے تھے کہ جو بندہ بیمار ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے اعمال لکھنے والے فرشتوں کو فرما دیتا ہے کہ تم میرے بندے کے وہی اعمال لکھتے رہو جو یہ حالت صحت میں کرتا تھا۔(5)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوقلابہ سے روایت کیا ہے کہ جب کوئی بندہ نیک عمل کرتے ہوئے بیمار ہوتا ہے تو اسے اسی عمل کا اجر دیا جاتا ہے جو وہ اپنی صحت کی حالت میں کرتا تھا۔(6)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ جب کوئی آدمی بیمار ہو تو اس کے لیے ہر روز وہی عمل لکھا جاتا ہے جو وہ کیا کرتا تھا۔(7)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ثابت بن مسلم بن یسار سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب کوئی بندہ بیمار ہوتا ہے تو جو عمل وہ حالت صحت میں کرتا تھا اس سے بہتر اور احسن عمل اس کے لیے لکھا جاتا ہے۔(8)

امام ابن ابی شیبہ، دارقطنی نے الافراد میں، طبرانی اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمانوں میں سے کوئی بھی نہیں ہے جسے جسمانی بیماری میں

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الجنائز، جلد 2، صفحہ 443 (10830)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 441 (10812)　3۔ ایضاً (10814)

4۔ شعب الایمان، باب فی الصبر علی المصائب، جلد 7، صفحہ 188 (9947)، دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الجنائز، جلد 2، صفحہ 442 (10820)　6۔ ایضاً (10823)

7۔ ایضاً (10824)　8۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 442 (10825)

marfat.com

Marfat.com

مبتلا کیا جاتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کراماً کاتبین کو حکم فرماتا ہے کہ جب تک میرا یہ بندہ میری رسی میں بندھا ہوا ہے اس کے لیے وہی اعمال لکھتے رہو جو یہ اپنی صحت کی حالت میں کرتا تھا۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو بیمار ہوا یا جو سفر پر گیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے وہی اعمال لکھ دیتا ہے جو وہ حالت صحت اور مقیم ہونے کی صورت میں کرتا تھا۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، احمد اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ بندۂ مومن کو کسی جسمانی مرض میں مبتلا کرتا ہے تو فرشتے سے فرما دیتا ہے اس کے وہ اچھے اور نیک عمل لکھ جو یہ کیا کرتا تھا۔ پس اگر اللہ تعالیٰ اسے شفا عطا فرما دے تو وہ اسے غسل صحت کرا دیتا ہے اور اسے پاک اور طاہر بنا دیتا ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ اسے موت دے دے تو اس کی مغفرت فرما دیتا ہے اور اس پر رحم کر دیتا ہے۔(3)

امام ابوالشیخ نے العظمہ میں اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندے کے ساتھ دو فرشتے مقرر فرما رکھے ہیں۔ وہ دونوں اس کے اعمال لکھتے ہیں۔ پس جب وہ بندہ مرجائے تو وہ دونوں فرشتے جو اس پر مقرر کیے گئے ہیں وہ کہتے ہیں: یہ مرگیا ہے لہٰذا تو ہمیں آسمان کی طرف چڑھنے کی اجازت مرحمت فرما۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرا آسمان میرے ان فرشتوں سے بھرا پڑا ہے جو میری تسبیح اور پاکی بیان کر رہے ہیں۔ تو پھر وہ عرض کرتے ہیں: کیا ہم زمین میں مقیم رہیں گے؟ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میری زمین میری ایسی مخلوق سے بھری ہوئی ہے جو میری تسبیح اور پاکی بیان کر رہے ہیں۔ تو پھر وہ عرض کرتے ہیں: تو پھر ہم کہاں رہیں گے؟ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تم میرے بندے کی قبر پر کھڑے ہو جاؤ اور میری تسبیح اور پاکی بیان کرو میری حمد اور میری کبریائی بیان کرو اور قیامت کے دن تک اسے میرے بندے کے لیے لکھتے رہو۔(4)

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد نے الزہد میں اور حکیم ترمذی رحمہم اللہ نے حضرت عمر بن ذر سے اور انہوں نے اپنے باپ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر بات کرنے والے کی زبان کے پاس ہے۔ لہٰذا بندے کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے اور جو کچھ وہ کہہ رہا ہے اس میں خوب غور و فکر کر لینا چاہیے۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی طرح مرفوع حدیث نقل کی ہے۔

وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ۭ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ ﴿١٩﴾ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ ۭ ذٰلِكَ يَوْمُ الْوَعِيْدِ ﴿٢٠﴾ وَجَآءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَآئِقٌ وَّ

1۔ شعب الایمان، باب فی الصبر علی المصائب، جلد 7، صفحہ 183 (9929)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الجنائز، جلد 2، صفحہ 441 (10805)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 258، دار صادر بیروت　4۔ شعب الایمان، باب فی الصبر علی المصائب، جلد 7، صفحہ 84-183 (9931)

marfat.com

Marfat.com

شَهِيْدٌ ﴿٢١﴾ لَقَدْ كُنْتَ فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ
فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ ﴿٢٢﴾ وَقَالَ قَرِيْنُهٗ هٰذَا مَا لَدَيَّ عَتِيْدٌ ﴿٢٣﴾ اَلْقِيَا
فِيْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿٢٤﴾ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ مُّرِيْبِ ﴿٢٥﴾ الَّذِيْ جَعَلَ
مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَاَلْقِيٰهُ فِي الْعَذَابِ الشَّدِيْدِ ﴿٢٦﴾ قَالَ قَرِيْنُهٗ رَبَّنَا مَا
اَطْغَيْتُهٗ وَلٰكِنْ كَانَ فِيْ ضَلٰلٍ بَعِيْدٍ ﴿٢٧﴾ قَالَ لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَيَّ وَقَدْ
قَدَّمْتُ اِلَيْكُمْ بِالْوَعِيْدِ ﴿٢٨﴾ مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَاۤ اَنَا بِظَلَّامٍ
لِّلْعَبِيْدِ ﴿٢٩﴾ يَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَاْتِ وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ ﴿٣٠﴾

''اور آ پہنچی موت کی بے ہوشی سچ مچ۔ (اے نادان!) یہ ہے وہ جس سے تو دور بھاگا کرتا تھا۔ اور صور پھونکا جائے گا۔ یہی وعید کا دن ہوگا۔ اور حاضر ہوگا ہر شخص اس طرح کہ اس کے ہمراہ ایک (اسے) ہانکنے والا اور ایک گواہ ہوگا۔ تو (عمر بھر) غافل رہا اس دن سے پس ہم نے اٹھا دیا ہے تیری آنکھوں سے تیرا پردہ، سو تیری بینائی آج بڑی تیز ہے۔ اور کہے گا اس کا (عمر بھر کا) ساتھی یہ اعمال نامہ جو میرے پاس تھا بالکل تیار ہے۔ جہنم میں جھونک دو ہر کافر سرکش کو۔ جو سختی سے روکنے والا تھا نیکی سے، حد سے بڑھنے والا، شک کرنے والا تھا۔ جس نے بنا رکھے تھے اللہ کے ساتھ کئی اور خدا، پس جھونک دو اس (بدبخت) کو عذاب شدید میں۔ اس کا ساتھی (شیطان) بولے گا اے ہمارے پروردگار! میں نے تو اسے سرکش نہیں بنایا تھا بلکہ وہ خود ہی گمراہی میں دور چلا گیا تھا۔ (اللہ) فرمائے گا مت جھگڑو میرے روبرو میں تو پہلے ہی تم کو وعید سنا چکا ہوں۔ میرے ہاں حکم بدلا نہیں جاتا اور نہ میں اپنے بندوں پر ظلم کرتا ہوں۔ (یاد کرو) وہ دن جب ہم جہنم سے پوچھیں گے کیا تو پر ہوگئی وہ (جواباً) کہے گی کیا کچھ اور بھی ہے''۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ سَكْرَةُ الْمَوْتِ سے مراد موت کی سختی اور تکلیف ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے چمڑے یا لکڑی کا ایک برتن پڑا ہوا تھا جس میں پانی تھا۔ سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا دست مبارک پانی میں ڈالتے تھے اور پھر دونوں ہاتھ اپنے چہرہ مبارک پر پھیرتے اور مسح کرتے اور زبان سے فرماتے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ بلاشبہ یہ موت کی تلخیاں ہیں۔(1)

1۔ صحیح بخاری، باب سکرات الموات، جلد 2، صفحہ 964، وزارت تعلیم اسلام آباد

marfat.com
Marfat.com

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ انہوں نے یہ آیت تلاوت فرمائی وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ اور پھر فرمایا ام المومنین رضی اللہ عنہا نے مجھے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا درآنحالیکہ آپ پر موت کے آثار ظاہر تھے۔ آپ ﷺ کے پاس ایک پیالہ پڑا تھا جس میں پانی تھا۔ آپ اس میں اپنا ہاتھ داخل کرتے پھر وہ پانی اپنے چہرۂ مبارک پر مل لیتے۔ پھر فرماتے: اے اللہ! سکرات الموت پر میری مدد فرما۔ اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی سَكَرَاتِ الْمَوْتِ۔ حاکم نے کہا ہے کہ یہ روایت صحیح ہے۔(1)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہیکہ جب ولید بن ولید فوت ہوا تو ام سلمہ نے اس پر روتے ہوئے کہا:

يَا عَيْنُ فَابْكِیْ لِلْوَلِيْدِ بْنِ الْوَلِيْدِ بْنِ الْمُغِيْرَةِ

''اے آنکھ! پس تو ولید بن ولید بن مغیرہ پر رو''۔

كَانَ الْوَلِيْدُ بْنُ الْوَلِيْدِ اَبَا الْوَلِيْدِ فَتَی الْعَشِيْرَةِ

''ولید بن ولید خاندان کا مرد جوان ابوالولید تھا''۔

یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ام سلمہ! تو اس طرح نہ کہہ۔ بلکہ یہ کہو وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ ۝

امام ابوعبید نے فضائل میں اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ آپ نے خود ارشاد فرمایا: کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر موت کے آثار ظاہر ہوئے تو میں نے کہا:

وَاَبْيَضَ يُسْتَسْقَی الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ ثِمَالُ الْيَتَامٰی عِصْمَةٌ لِّلْاَرَامِلِ

''گوری رنگت والا ہے جس کے چہرے کی برکت سے بارش طلب کی جاتی ہے۔ وہ یتیموں کی پناہ گاہ اور بیواؤں کی ناموس کا محافظ ہے''۔

تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْحَقِّ بِالْمَوْتِ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ یعنی آپ نے اس آیت کی قرأت میں حق کو مقدم ذکر کیا اور موت کو بعد میں۔

امام ابن ابی شیبہ اور امام احمد رحمہما اللہ نے الزہد میں حضرت ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ کی طرف سفر کے دوران حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا۔ پس جب آپ ایک منزل پر اترے اور رات کا نصف حصہ قیام کیا۔ تو ان سے پوچھا گیا: آپ کی قرأت کیسی تھی؟ تو جواب دیا آپ نے یہ آیت پڑھی: وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ ۝ پس آپ بڑی ترتیل کے ساتھ اسے پڑھتے رہے اور اس میں تسبیح بھی کثرت سے کرتے رہے۔(2)

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 505 (3731)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ کتاب الزہد، صفحہ 236، دارالکتب العلمیہ بیروت

marfat.com

Marfat.com

امام احمد اور ابن جریر نے عبداللہ بن یمنی حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر وفات کا وقت قریب آیا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس شعر کے ساتھ مثال بیان کی:

أَعَاذِلُ مَا يُغْنِي الْحِذَارَ عَنِ الْفَتٰى   اِذَا حَشْرَ جَتْ يَوْمًا وَ ضَاقَ بِهَا الصَّدْرُ

''میں ملامت کرتی ہوں اس (وقت کو) جو اس نوجوان سے خوف کو دور کرتا ہے جب کہ اس وقت سانس غرغرانے لگی اور اس کے سبب سینہ تنگ ہو گیا''۔

تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ نے فرمایا: اے میری بیٹی! اس طرح نہیں۔ بلکہ یہ کہو: وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ ﴿۱۹﴾۔

رہا ارشاد باری تعالیٰ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ ﴿۱۹﴾ تو اس کے بارے امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس آدمی کی مثال جو موت سے بھاگتا ہے اس لومڑی کی طرح ہے جسے زمین قرض کے لیے (حق کے لیے) تلاش کرتی ہے کہ وہ دوڑتے ہوئے آتا ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ خوب تھک جاتا ہے اور ہانپنے لگتا ہے تو وہ اپنی بل میں داخل ہو جاتا ہے۔ تو زمین اسے کہتی ہے (میرا حق) پس وہ ایک سوراخ سے نکل جاتا ہے۔ پھر وہ اسی طرح کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کی گردن ٹوٹ جاتی ہے اور وہ مر جاتا ہے۔(1)

ارشاد باری تعالیٰ وَ جَآءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَآئِقٌ وَّ شَهِيْدٌ ﴿۲۱﴾ اس کے بارے امام عبدالرزاق، فریابی، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم نے الکنی میں، ابن مردویہ، بیہقی نے البعث والنشور میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے مذکورہ آیت پڑھی۔ اور فرمایا سَآئِقٌ سے مراد وہ ہے جو ہر نفس کو اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف ہانکتا اور رغبت دلاتا ہے اور شَهِيْدٌ سے مراد وہ ہے جو اس کے خلاف اس عمل کے سبب شہادت دے گا جو عمل اس نے کیا۔(2)

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم نے الکنی میں، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ سَآئِقٌ سے مراد فرشتہ اور شَهِيْدٌ سے مراد عمل ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ سَآئِقٌ ملائکہ میں سے ہے اور شَهِيْدٌ وہ ہے جو اس کی ذات میں سے اس پر شہادت دے گا۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ سَآئِقٌ ملائکہ سے ہے اور شَهِيْدٌ سے مراد اس کی اپنی ذات سے شہادت دینے والے ہاتھ اور پاؤں ہیں اور ملائکہ بھی ان پر شہادت دیں گے۔(4)

1۔ معجم کبیر، جلد 7، صفحہ 222 (6922)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 187، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 188

marfat.com

Marfat.com

امام فریابی، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سَآئِقٌ اور شَهِيْدٌ دو فرشتے ہیں۔ ایک کاتب (لکھنے والا) ہے اور ایک شہید (شہادت دینے والا) ہے۔(1)

امام ابن ابی الدنیا نے ذکر الموت میں، ابن ابی حاتم اور ابونعیم رحمہم اللہ نے حلیہ میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ بے شک ابن آدم کو جس کے لیے پیدا کیا گیا ہے وہ اس سے غفلت میں ہے۔ بے شک جب اللہ تعالیٰ کسی کو پیدا کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو فرشتے کو حکم دیتا ہے: اس کا رزق لکھ دو، اس کی عمر لکھ دو، اس کی موت کا وقت لکھ دو اور یہ لکھ دو کہ آیا یہ شقی (بدبخت) ہوگا یا سعید (بلند بخت)۔ پھر وہ فرشتہ اوپر چلا جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ایک اور فرشتے کو بھیج دیتا ہے۔ وہ اس کی حفاظت کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ قوت ادراک کو پہنچ جاتا ہے۔ پھر وہ فرشتہ بھی اوپر چلا جاتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اس پر دو فرشتے مقرر کر دیتا ہے۔ وہ اس کی نیکیاں اور اس کے گناہ لکھتے ہیں۔ جب اسے موت آتی ہے تو وہ دونوں فرشتے اوپر چلے جاتے ہیں اور اس کی روح قبض کرنے کے لیے ملک الموت آجاتے ہیں۔ پھر جب اسے قبر میں داخل کر دیا جاتا ہے تو روح اس کے جسم میں لوٹا دی جاتی ہے۔ اور پھر قبر کے دو فرشتے اس کے پاس آجاتے ہیں اور اس کا امتحان لیتے ہیں۔ پھر وہ بھی اوپر چلے جاتے ہیں اور جب قیامت قائم ہوگی تو اس پر نیکیاں لکھنے والا فرشتہ اور گناہ لکھنے والا فرشتہ بھی اس پر اتریں گے اور اس کے نامہ اعمال کو کھول کر اس کے گلے میں باندھ دیں گے۔ پھر اس کے ساتھ دو فرشتے حاضر ہوں گے۔ ان میں سے ایک سائق ہوگا اور دوسرا شہید۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یقیناً تمہارے سامنے انتہائی عظیم اور مشکل امر ہے، تم اس کا اندازہ نہیں لگا سکتے (اور نہ تم اس کی قدرت رکھتے ہو) لہٰذا عظمت و شان والے رب سے مدد طلب کرو۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ لَقَدْ كُنْتَ فِیْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اس سے مراد کافر ہے۔(2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس سے مراد حیات بعد الموت ہے۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ۝ کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس نے آخرت کا معائنہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ فرمایا اس کی طرف دیکھا تو اسے بالکل اسی طرح پالیا۔(4)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ کی تفسیر میں حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: پس تو آج کے دن اپنی تیز نگاہ کے ساتھ ترازو کے اس حصے کی طرف دیکھ جو تولتے وقت ہاتھ میں رہتا ہے وہ لوہے کا ہے۔ فرمایا حَدِيْدٌ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 187، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 189
3۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 190
4۔ ایضاً

marfat.com
Marfat.com

سے مراد نظر کا تیز ہونا ہے۔

ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ آیت میں قَرِيْنُهٗ (ساتھی) سے مراد شیطان ہے۔(1)

فریابی نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ قَرِيْنُهٗ سے مراد وہ شیطان ہے جو اس کے لیے مقرر کیا گیا ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ تفسیر بیان کی ہے کہ قَرِيْنُهٗ سے مراد اس کا فرشتہ ہے۔ اور هٰذَا مَا لَدَيَّ عَتِيْدٌ ﴿۲۳﴾ کے بارے فرمایا: وہ اعمال نامہ جو میرے پاس ہے انسان کے لیے تیار ہے۔ میں اس کی حفاظت کرتا رہا یہاں تک کہ میں اسے لے آیا اور ارشاد ربانی قَالَ قَرِيْنُهٗ رَبَّنَا مَاۤ اَطْغَيْتُهٗ یہاں قرین سے مراد شیطان ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿۲۴﴾ کی تفسیر میں ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ عَنِيْدٍ سے مراد حق سے دور بھاگنے والے جفا کار اور ظالم ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے اَلْقِيَا فِيْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿۲۴﴾ کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا انکار کرنے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری سے سرکشی اختیار کرنے والے تھے اور نیکی سے سختی سے روکنا اس کا حق تھا۔ فرمایا: فرض زکوۃ کے بارے میں حد سے بڑھنے والا اور شک کرنے والا تھا۔ مزید فرمایا: یہ اپنے قول و کلام میں حد سے بڑھنے والا تھا اور اپنے رب کے بارے میں گناہ کا ارتکاب کرتا تھا۔ پس فرمایا یہ وہ منافق ہے جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرے کو الٰہ بنا رکھا تھا۔ لہٰذا یہ مشرک ہے۔

امام عبد الرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت منصور رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی انسان بھی نہیں ہے۔ مگر اس کے ساتھ جنوں میں سے ایک ساتھی مقرر کیا گیا ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کی آپ بھی نہیں ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں میں بھی نہیں ہوں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اس کے خلاف میری معاونت فرمائی اور وہ اسلام لے آیا۔ لہٰذا وہ خیر اور نیکی کے سوا مجھے کوئی حکم نہیں دیتا۔(2)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ تَخْتَصِمُوْا لَدَيَّ کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: بے شک وہ بغیر عذر کے معذرت پیش کریں گے۔ پس اللہ تعالیٰ ان کی حجت اور دلیل کو باطل قرار دے گا اور ان کا قول ان پر لوٹا دے گا۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ آیت میں لَدَيَّ بمعنی عندی ہے کہ تم میرے پاس مت جھگڑو۔ وَقَدْ قَدَّمْتُ اِلَيْكُمْ بِالْوَعِيْدِ ﴿۲۸﴾ میں تو پہلے ہی تمہیں اپنے انبیاء و رسل علیہم السلام کے ذریعے وعید سنا چکا ہوں کہ جو میری نافرمانی کرے گا میں اسے عذاب دوں گا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 193، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 230، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 195

marfat.com

Marfat.com

ابوالعالیہ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَيَّ وَ قَدْ قَدَّمْتُ اِلَيْكُمْ بِالْوَعِيْدِ ۝ اور مزید فرمایا اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ ۝ (الزمر) سو یہ کیسے ہوگا؟ فرمایا: نعم۔ ہاں (اس طرح ہوگا) لیکن ارشاد باری تعالیٰ لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَيَّ میں یہ سب مشرکین ہیں (اور خطاب انہیں کو ہو رہا ہے) اور ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ ۝ یہ سب اہل قبلہ ہیں جو اپنے مظالم کے بارے میں جھگڑا کریں گے۔(1)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ قول باری تعالیٰ مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ کے ضمن میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: (میرے ہاں حکم بدلا نہیں جاتا) تحقیق میں نے وہ فیصلہ کر دیا ہے جو میں نے کرنا تھا۔(2)

امام ابن منذر نے ذکر کیا ہے کہ مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ کے بارے حضرت ابن جریج نے کہا ہے: یہاں قسم مراد ہے۔

امام عبد الرزاق، بخاری، مسلم، نسائی، ابن ماجہ، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر شب معراج پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔ پھر ان میں کمی کی گئی یہاں تک کہ صرف پانچ باقی رکھی گئیں۔ پھر آواز دی گئی یا محمد! صلی اللہ علیہ وسلم بے شک میرے ہاں حکم بدلا نہیں جاتا۔ بلاشبہ آپ کے لیے ان پانچ نمازوں کے عوض پچاس کا اجر ہوگا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ وَ مَاۤ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہ بیان فرما رہا ہے کہ جس نے جرم نہ کیا میں اسے عذاب نہیں دوں گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

رہا یہ ارشاد گرامی يَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَاْتِ وَ تَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ ۝ تو اس کے متعلق امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ کیا مجھ میں کوئی ایسی جگہ ہے جس میں اضافہ کیا جا سکتا ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے: یہاں تک کہ جہنم کہے گی کیا کچھ اور بھی ہے؟

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جہنم سے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ اسے ضرور بضرور بھرے گا۔ اور فرمایا: میں تیرا وعدہ پورا کروں گا۔ تو جہنم نے کہا: کیا کوئی راستہ ہے؟

امام احمد، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن جریر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جہنم میں مسلسل پھینکا جاتا رہے گا اور وہ کہتی رہے گی کیا کچھ اور بھی ہے؟ یہاں تک کہ رب العزت اس میں اپنا قدم قدرت رکھے گا۔ تو جہنم کے بعض حصے بعض کی طرف سمٹ جائیں گے۔ اور وہ کہنے لگے گی تیری عزت و کرم کی قسم کافی ہے کافی ہے اور جنت میں فالتو جگہ مسلسل باقی رہے گی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک دوسری مخلوق پیدا فرمائے گا اور انہیں جنت کے محلات میں سکونت عطا فرمائے گا۔(3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 195، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

3۔ سنن ترمذی، جلد 2، صفحہ 160 (مفہوم)، وزارت تعلیم اسلام آباد

marfat.com

Marfat.com

امام بخاری اور ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث بیان کی ہے کہ جہنم کو کہا جائے گا: کیا تو پر ہوگئی؟ تو وہ جواباً کہے گی: کیا کچھ اور بھی ہے؟ تو پھر اللہ تعالیٰ اس پر اپنا قدم قدرت رکھے گا تو وہ کہنے لگے گی: کافی ہے کافی ہے۔(1)

ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویہ اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت اور دوزخ کا باہم مکالمہ ہوا۔ تو جہنم نے کہا: مجھے تکبر کرنے والوں اور جبر وظلم کرنے والوں کے ساتھ ترجیح دی گئی ہے۔ اور جنت نے کہا: مجھ میں تو صرف اور صرف کمزور لوگ اور نا تمام و نا مکمل بچے ہی داخل ہوں گے؟ تو اللہ تعالیٰ نے جنت کو فرمایا: تو میری رحمت ہے۔ میں اپنے بندوں میں سے جن پر چاہوں گا تیرے سبب رحم فرماؤں گا۔ اور جہنم کو فرمایا: بلاشبہ تو میرا عذاب ہے۔ میں تیرے سبب اپنے بندوں میں سے جنہیں چاہوں گا عذاب دوں گا۔ تم دونوں میں سے ہر ایک نے بھرا جانا ہے۔ پس جہنم تو پر نہیں ہوگی یہاں تک کہ وہ اپنا قدم قدرت اس میں رکھے گا۔ تو وہ کہنے لگے گی کافی ہے کافی ہے۔ پس اس وقت وہ پر ہو جائیگی اور اس کے بعض حصے بعض کے ساتھ سمٹ جائیں گے اور اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے کسی پر بھی ظلم وزیادتی نہیں کرے گا۔ رہی جنت تو اس کے لیے اللہ تعالیٰ ایک اور مخلوق پیدا فرمائے گا۔(2)

امام احمد، عبد بن حمید اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت اور دوزخ نے فخر کا اظہار کیا۔ پس جہنم نے کہا: اے میرے رب! جابر و ظالم لوگ، تکبر کرنے والے، اپنے اپنے وقت کے حکمران اور بڑے بڑے سردار مجھ میں داخل ہوں گے۔ اور جنت نے کہا: اے میرے پروردگار! ضعفاء، فقرا اور مساکین مجھ میں داخل ہوں گے۔ تو اللہ تبارک وتعالیٰ جہنم کو فرمائے گا۔ تو میرا عذاب ہے۔ جسے میں چاہوں گا تیرے سبب عذاب دوں گا۔ اور جنت کو فرمایا: تو میری رحمت ہے جو ہر شے سے وسیع اور زیادہ ہے۔ تم دونوں میں سے ہر ایک کو بھرا جانا ہے اور ہر ایک میں اس کے اہل اور مستحق ڈالے جائیں گے۔ سو جہنم کہے گی کیا کچھ اور بھی ہے؟ اور اس میں اور ڈالے جائیں گے۔ وہ پھر کہے گی کیا کچھ اور بھی ہے؟ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ عز وجل اپنی شان قدرت کے مطابق تشریف لائے گا اور اس پر اپنا قدم قدرت رکھ دے گا۔ تو وہ سمٹ جائے گی اور کہے گی میرے لیے کافی ہے۔ میرے لیے کافی ہے۔ رہی جنت تو اللہ تعالیٰ جسے چاہے گا اس میں داخل فرمائیگا۔ پھر اس کے لیے جتنی چاہے گا اور مخلوق پیدا فرمائے گا۔(3)

امام ابویعلی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مجھے اپنی ذات کا عرفان عطا فرمائیگا اور میں اسے ایسا سجدہ کروں گا جس کے سبب وہ مجھ سے راضی ہو جائے گا۔ پھر میں اس کی ایسی مدح و تعریف بیان کروں گا کہ اس کے سبب وہ مجھ سے راضی اور خوش ہو جائے گا۔ پھر وہ مجھے کلام کرنے کی اجازت عطا فرمائے گا۔ پھر میری امت کو پل صراط پر سے گزارا جائے گا جو جہنم کی پشت پر بچھائی جائے گی۔ پس کچھ تو آنکھ جھپکنے اور تیر نکلنے سے بھی زیادہ تیزی کے ساتھ گزر جائیں گے اور کچھ تیز رفتار گھوڑے سے زیادہ تیزی کے

1۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 719، وزارت تعلیم اسلام آباد 2۔ ایضاً

3۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 13، دار صادر بیروت

marfat.com

Marfat.com

ساتھ گزریں گے۔ یہاں تک کہ ایک آدمی گھسٹتے ہوئے اس سے نکل جائے گا اور اس کا انحصار اعمال پر ہے۔ اور جہنم مزید اضافے کا سوال کرتی رہے گی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس میں اپنا قدم قدرت رکھے گا تو اس کے بعض حصے بعض کے ساتھ سمٹ جائیں گے اور وہ کہے گی۔ کافی ہے کافی ہے۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے نوادر الاصول میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن جسے سب سے پہلے بلایا جائے گا وہ میں ہوں۔ پس میں لبیک کہتے ہوئے کھڑا ہو جاؤں گا۔ پھر مجھے سجدہ کرنے کی اجازت دی جائے گی۔ تو میں اللہ تعالیٰ کے لیے ایسا سجدہ کروں گا کہ وہ اس کے سبب مجھ سے راضی اور خوش ہو جائے گا۔ پھر مجھے اذن دیا جائے گا تو میں اپنا سر اٹھالوں گا اور ایسی دعا حسن کروں گا کہ اس کے سبب وہ مجھ سے خوش ہو جائے گا۔ تو ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ آپ قیامت کے دن اپنی امت کو کیسے پہچانیں گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: انہیں پہچان لیا جائے گا کیونکہ وہ وضو کے اثر سے پنج کلیان ہوں گے (یعنی ان کے اعضائے وضو سفید اور چمک رہے ہوں گے) اور وہ حوض پر آئیں گے جو کہ عدن اور عمان بصری کے درمیان ہوگا۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ میٹھا، برف سے زیدہ ٹھنڈا اور کستوری سے زیادہ خوشبودار ہوگا۔ اس پر اتنے برتن پڑے ہوں گے جتنے آسمان کے ستارے ہیں۔ جو بھی وہاں آیا اور اس سے پانی پی لیا اس کے بعد اسے کبھی پیاس محسوس نہیں ہوگی۔ اور جو اس سے پھر گیا (یعنی پانی پیئے بغیر چلا گیا) اس کے بعد وہ کبھی سیراب نہیں ہوگا۔ پھر لوگوں کو پل صراط پر لایا جائے گا۔ تو پہلا گروہ بجلی کی طرح اس سے گزر جائے گا۔ پھر کچھ ہوا کی طرح گزریں گے، پھر کچھ اصیل گھوڑے کی طرح گزریں گے پھر کچھ عمدہ گھوڑوں اور سواریوں کی رفتار سے گزریں گے اور ہر حال کا انحصار اعمال پر ہے۔ پل صراط کی دونوں جانب ملائکہ کھڑے ہو کر کہہ رہے ہوں گے رب سلم سلم۔ اے پروردگار! انہیں سلامتی کے ساتھ گزار دے۔ پس صحیح سالم رہنے والا نجات پانے والا ہے۔ اور جسے خراشیں لگیں وہ بھی نجات یافتہ ہے اور جو پھنس گیا وہ جہنم میں ہوگا۔ اور جہنم کہے گی: کیا اور بھی کچھ ہے؟ یہاں تک کہ رب العالمین اس میں وہ کچھ رکھے گا جو اللہ تعالیٰ اس میں رکھنا چاہے گا۔ پس وہ سکڑ جائے گی اور غرغرہ کرنے لگے گی جیسا کہ نئی چھاگل جب پانی سے خوب بھر جائے تو وہ غرغرہ کرتی ہے اور پھر جہنم کہنے لگے گی کافی ہے، کافی ہے۔

وَ اُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ غَيْرَ بَعِيْدٍ ۝۳۱ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِكُلِّ اَوَّابٍ حَفِيْظٍ ۝۳۲ مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وَ جَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبِ ۝۳۳ ادْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُوْدِ ۝۳۴ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ فِيْهَا وَ لَدَيْنَا مَزِيْدٌ ۝۳۵

"اور قریب کر دی جائے گی جنت پرہیزگاروں کے لیے وہ (ان سے) دور نہیں ہوگی۔ یہی ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا یہ ہر اس شخص کے لیے ہے جو اللہ کی طرف رجوع کرنے والا، اپنی توبہ کی حفاظت کرنے والا ہے۔ جو ڈرتا تھا رحمٰن سے بن دیکھے اور ایسا دل لیے ہوئے آیا جو یاد الٰہی کی طرف متوجہ تھا۔ داخل ہو جاؤ جنت میں سلامتی

marfat.com

Marfat.com

ہے، یہ ہمیشگی کا دن ہے۔ انہیں ہر وہ چیز ملے گی جس کی وہ وہاں خواہش کریں گے اور ہمارے پاس تو (ان کے لیے) اس سے بھی زیادہ ہے''۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ کا معنی ہے جنت کو آراستہ کیا جائے گا۔

امام ابن جریر اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت تمیمی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اَوَّابٍ حَفِيظٍ کے متعلق استفسار کیا۔ تو انہوں نے فرمایا: جس نے اپنے گناہوں کی حفاظت کی یہاں تک کہ ان سے رجوع کر لیا۔ (1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت سعید بن سنان سے لِكُلِّ اَوَّابٍ حَفِيظٍ کے بارے یہ قول ذکر کیا ہے کہ جس نے اپنے گناہوں کی حفاظت کی اور پھر ان سے ایک ایک کر کے ہر ایک سے توبہ کر لی۔ (2)

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اَوَّابٍ وہ ہے جو گناہ کرتا ہے۔ پھر توبہ کر لیتا ہے۔ پھر گناہ کرتا ہے۔ پھر توبہ کر لیتا ہے۔ پھر گناہ کرتا ہے اور پھر توبہ کر لیتا ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کا خاتمہ توبہ کے ساتھ کرتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت انس بن خباب رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ بیان کیا ہے کہ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے کہا: کیا میں تجھے اَوَّابٍ حَفِيظٍ کے نہ بتاؤں؟ پھر فرمایا: اس سے مراد ایسا آدمی ہے کہ جب وہ خلوت میں ہوتا ہے تو اپنے گناہ کو یاد کرتا ہے اور پھر اس کے لیے استغفار کرتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں عبید بن عمیر سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔ (3)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عبید بن عمیر رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے: ہم اَوَّابٍ حَفِيظٍ اسے شمار کرتے تھے جو مجلس میں ہوتا تھا۔ پس جب انہوں نے یہ کہنے کا ارادہ کیا تو کہا: اے اللہ! میری مغفرت فرما میں اپنی اس مجلس میں درست اور صحیح کام نہیں کر سکا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ لِكُلِّ اَوَّابٍ سے مراد ہے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والا۔ اور حَفِيظٍ سے مراد ہے جو حفاظت کرتا ہے ان امانتوں کی جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حق اور نعمتوں میں سے اسے ودیعت فرمائی ہیں۔ اور وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيبٍ کے متعلق فرمایا: منیب الی اللہ یعنی جو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے والا ہے۔ اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ فرمایا: وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے محفوظ ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان پر سلام فرمایا۔ ذٰلِكَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 200، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ شعب الایمان، باب فی معالجۃ کل ذنب، جلد 5، صفحہ 438 (7192)، دار الکتب العلمیہ بیروت 3۔ ایضاً (7195)

marfat.com

Marfat.com

یَوۡمُ الۡخُلُوۡدِ ﴿۳۴﴾ فرمایا وہ ہمیشہ رہیں گے۔ قسم بخدا! ان کو کبھی موت نہیں آئے گی۔ (1)

رہا ارشاد گرامی لَهُمۡ مَّا یَشَآءُوۡنَ فِیۡهَا وَ لَدَیۡنَا مَزِیۡدٌ ﴿۳۵﴾ تو اس کے بارے امام بزار، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، لالکائی نے السنۃ میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث والنشور میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے وَ لَدَیۡنَا مَزِیۡدٌ ﴿۳۵﴾ کا یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے دیدار سے مشرف فرمائے گا۔

امام شافعی نے الام میں، ابن ابی شیبہ، بزار، ابویعلی، ابن ابی الدنیا نے صفۃ الجنۃ میں ابن جریر، ابن منذر، طبرانی نے الاوسط میں، ابن مردویہ، آجری نے الشریعہ میں بیہقی نے الرؤیۃ میں اور ابونصر سجزی رحمہم اللہ نے الابانۃ میں طرق جیدہ سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے پاس حضرت جبرئیل امین علیہ السلام آئے۔ ان کے ہاتھ میں سفید شیشہ تھا اور اس میں سیاہ نکتہ تھا۔ تو میں نے پوچھا: اے جبرئیل! یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: یہ جمعہ ہے جس کے ساتھ آپ کو آپ کی امت کو فضیلت دی گئی ہے۔ پس تمہارے لیے اس میں لوگوں کا جمع ہونا یہود و نصاریٰ کی اتباع ہے اور تمہارے لیے اس میں خیر اور بھلائی ہے۔ اور اس میں ایک ساعت (گھڑی) آتی ہے کہ اس میں بندۂ مومن اللہ تعالیٰ سے جو بھی خیر اور بھلائی کی دعا مانگے اسے قبول کرلیا جاتا ہے۔ اور یہی ہمارے نزدیک یوم المزید ہے۔ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا اے جبرئیل! یوم المزید کیا ہے؟ فرمایا: آپ کے رب نے جنۃ الفردوس میں ایک وسیع وادی بنا رکھی ہے اور اس میں کستوری کے بڑے بڑے ٹیلے ہیں۔ پس جب جمعہ کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ ملائکہ میں سے جنہیں چاہے گا اتارے گا اور اس کے اردگرد نور کے منبر ہوں گے جن پر انبیاء علیہم السلام تشریف فرما ہوں گے۔ اور وہ منبر سونے کی کرسیوں کے ساتھ گھرے ہوتے ہیں جو یاقوت اور زبرجد سے مرصع ہوں گی۔ ان پر شہداء اور صدیقین تشریف فرما ہوں گے۔ پھر اہل جنت آئیں گے اور وہ ان کے پیچھے ان ٹیلوں پر بیٹھ جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کے لیے ظہور فرمائے گا۔ یہاں تک کہ وہ اس کے چہرۂ قدرت کا دیدار کرلیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں تمہارا رب ہوں۔ تحقیق میں نے تمہارے ساتھ اپنا وعدہ سچ کردیا ہے۔ پس تم مجھ سے مانگو، میں تمہیں عطا فرماؤں گا۔ تو وہ عرض کریں گے "رَبَّنَا نَسۡأَلُكَ رِضۡوَانَكَ" اے ہمارے رب! ہم تجھ سے تیری رضا کا سوال کرتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: "قَدۡ رَضِيۡتُ عَنۡكُمۡ" تحقیق میں تم سے راضی ہوگیا۔ مجھ سے اور مانگو۔ پھر وہ اللہ تعالیٰ سے کچھ عرض کریں گے یہاں تک کہ ان کی رغبت ختم ہوجائے گی۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تمہارے لیے وہ سب کچھ ہے جس کی تم آرزو اور تمنا کرو گے۔ وَ لَدَیۡنَا مَزِیۡدٌ ﴿۳۵﴾ اور میرے پاس اس سے بھی زیادہ ہے۔ پس اسی سبب سے وہ جمعہ کے دن سے محبت رکھتے ہیں اور اسے پسند کرتے ہیں۔ کیونکہ اس میں ان کا رب انہیں خیر و بھلائی عطا فرمائیگا۔ اور یہی وہ دن ہے جس میں تمہارا رب اپنی شان قدرت کے مطابق عرش پر جلوہ افروز ہوا اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا اور اسی دن قیامت قائم ہوگی۔ (2)

امام احمد، ابویعلی اور ابن جریر رحمہم اللہ نے سند حسن کے ساتھ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 01-200، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 03-202

marfat.com

Marfat.com

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی کروٹ بدلنے سے قبل ستر برس تک تکیہ لگائے جنت میں بیٹھا رہے گا۔ پھر اس کی بیوی اس کے پاس آئے گی۔ وہ اس کے کندھے پر ضرب لگائے گی۔ اور وہ آدمی اس کے رخسار میں جو کہ شیشے سے زیادہ صاف ہوں گے اپنا چہرہ دیکھ لے گا۔ اور اس پر ادنی موتی ایسا ہوگا جو مشرق و مغرب کے مابین جو کچھ ہے اسے روشن کردے گا۔ پس وہ اسے سلام کرے گی۔ تو وہ اسے سلام کا جواب دے گا۔ اور پھر اس سے پوچھے گا تو کون ہے؟ تو وہ جواباً کہے گی: میں مزید میں سے ہوں۔ اس پر ستر حلے ہوں گے۔ ان میں سے سب سے ادنی انتہائی پاکیزہ اور عمدہ کپڑے کی مثل ہوگا۔ پس اس کی نظر اس سے پار نکل جائے گی۔ یہاں تک کہ وہ اندر سے اس کی پنڈلیوں کا گودا بھی دیکھ لے گا۔ اور اس پر ایسا تاج سجا ہوگا کہ جس کا ادنی موتی مشرق و مغرب کے مابین سب جگہ کو روشن کردے۔ (1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اہل جنت کو جنت میں اور اہل جہنم کو جہنم میں بھیج دے گا تو پھر اپنی شان کے مطابق جنت کی انتہائی وسیع سرسبز و شاداب وادی کی طرف نزول فرمائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے درمیان موتیوں اور نور کے حجاب پھیل جائیں گے پھر نور کے منبر، نور کے پلنگ اور نور کی کرسیاں بچھائی جائیں گی پھر ایک آدمی کو اللہ تعالیٰ پر پیش ہونے کی اجازت دی جائے گی۔ اس کے سامنے نور کے پہاڑ ہوں گے۔ پس وہ ملائکہ کی تسبیحات کی بھنبھناہٹ سنے گا اور اس کے ساتھ ان کے پروں کے پھڑپھڑانے کی آواز بھی سنے گا۔ تو اہل جنت اپنی گردنیں پھیلائیں گے اور کہا جائے گا یہ کون ہے جسے اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہونے کی اجازت دی گئی ہے؟ تو بتایا جائے گا: یہ وہ ہے جس کا مجسمہ رب کریم کے دست قدرت سے بنایا گیا اور اسے اسماء کا علم عطا فرمایا گیا۔ اور پھر فرشتوں کو حکم دیا گیا تو انہوں نے اسے سجدہ کیا۔ اور یہ وہ ہے جس کے لیے جنت مباح کی گئی یعنی حضرت آدم علیہ السلام۔ تحقیق انہیں اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہونے کی اجازت دی گئی ہے۔ پھر ایک دوسرے آدمی کو اجازت دی جائے گی۔ اس کے سامنے بھی پہاڑوں کی مثل نور ہوگا۔ وہ بھی ملائکہ کی تسبیحات سنے گا اور اس کے ساتھ ساتھ ان کے پروں کی آواز بھی سنے گا۔ تو اہل جنت اپنی گردنیں بلند کریں گے اور کہا جائے گا: یہ کون ہے جسے اللہ تعالیٰ کے حضور حاضری کی اجازت دی گئی ہے؟ تو بتایا جائے گا یہ وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنا خلیل بنایا ہے اور جس پر آگ کو ٹھنڈا اور سلامتی والا بنایا گیا۔ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام۔ تحقیق انہیں اللہ تعالیٰ کے حضور حاضری کی اجازت دی گئی ہے۔ پھر ایک اور آدمی کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہونے کی اجازت دی جائے گی تو اس کے سامنے بھی پہاڑوں کی مثل نور ہوگا۔ تو وہ فرشتوں کی تسبیحات کی بھنبھناہٹ اور ان کے پروں کے پھڑپھڑانے کی آواز سنے گا اور اہل جنت اپنی گردنیں لمبی کریں گے اور کہا جائے گا: یہ کون ہے جسے اللہ تعالیٰ کے حضور حاضری کی اجازت دی گئی ہے؟ تو بتایا جائے گا: یہ وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی رسالت کے لیے چن لیا۔ جسے سرگوشی کے لیے قریب کیا اور شرف ہمکلامی سے سرفراز فرمایا۔ یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام، تحقیق آپ کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کی اجازت دی گئی ہے۔ پھر ایک اور آدمی کو اجازت دی جائے گی۔ اس کے ساتھ تمام انبیاء علیہم السلام کی سواریاں ہوں گی۔ اس کے سامنے پہاڑوں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 203، دار احیاء التراث العربی بیروت

Marfat.com

marfat.com

کی مثل نور ہوگا۔ وہ ملائکہ کی تسبیحات کی بھنبھناہٹ اور اس کے پروں کی آواز کو سنے گا۔ اور اہل جنت اپنی گردنیں بلند کریں گے اور کہا جائے گا: یہ کون ہے جسے اللہ تعالیٰ کے حضور حاضری کی اجازت دی گئی ہے؟ تو بتایا جائے گا: یہ وہ ہیں جو سب سے پہلے شفاعت کریں گے اور جن کی سب سے پہلے شفاعت قبول کی جائے گی، سب سے زیادہ لوگوں کو ساتھ لانے والے ہیں۔ اولاد آدم کے سردار ہیں اور وہ ہیں جن کے مزار اقدس سے زمین سب سے پہلے شق ہو گی۔ اور آپ صاحب لواء الحمد ہیں۔ تحقیق آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اللہ تعالیٰ کے حضور حاضری کی اجازت دی گئی ہے۔ پس انبیاء علیہم السلام نور کے منبروں پر تشریف فرما ہوں گے۔ صدیقین نور کے پلنگوں پر ہوں گے اور شہداء نور کی کرسیوں پر تشریف رکھیں گے۔ اور بقیہ تمام کے تمام لوگ مسک کے سبز و سفید ٹیلوں پر بیٹھیں گے۔ پھر حجابوں کے پیچھے سے رب کریم انہیں ندا دے گا۔ مرحبا! خوش آمدید! میرے بندو! میری ملاقات کو آنے والو، میرے پڑوسیو اور میری جماعت! اے میرے ملائکہ! میرے بندوں کے لیے اٹھو اور انہیں کھانا کھلاؤ۔ پس وہ پرندے کا گوشت ان کے قریب لائیں گے۔ گویا کہ یہ وہ نصیب اور بخت ہے جس کے نہ بال ہیں اور نہ کوئی ہڈی۔ تو وہ اسے کھائیں گے۔ پھر رب کریم حجاب کے پیچھے سے ندا دے گا۔ مرحبا! اے میرے بندو! میری زیارت کو آنے والو! میرے پڑوسیو اور میری جماعت! کھا چکے ہو۔ اب انہیں خوب پلاؤ۔ چنانچہ غلمان ان کی طرف اٹھیں گے جو انتہائی قیمتی موتیوں کی طرح ہوں گے۔ ان کے پاس سونے اور چاندی کے برتن ہوں گے جن میں انتہائی لذیذ مختلف قسم کے مشروب ہوں گے اور ان کا آخر پہلے کی طرح لذیذ ہوگا۔ لَا یُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَ لَا یُنْزِفُوْنَ ﴿۱۹﴾ (الواقعہ) (نہ سر درد محسوس کریں گے اس سے اور نہ مدہوش ہوں گے) پھر اس کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ حجاب کے پیچھے سے انہیں ندا دے گا۔ مرحبا! میرے بندو! میری زیارت کو آنے والو! میرے پڑوسیو! اور میری جماعت! کھا چکے ہو اور پی چکے ہو۔ اب پھل کے ساتھ ان کی تواضع کرو۔ پھر بڑی بڑی پلیٹیں ان کے قریب کی جائیں گی۔ جو کہ یاقوت اور مرجان سے مزین اور آراستہ ہوں گی۔ اور ان میں ایسی پختہ تازہ کھجوریں ہوں گی جنہیں اللہ تعالیٰ نے دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں بنایا ہے۔ چنانچہ وہ انہیں کھائیں گے۔ پھر حجاب کے پیچھے سے رب کریم انہیں ندا دے گا۔ مرحبا! میرے بندو! میرے ملاقاتیو! میرے پڑوسیو اور میری جماعت! کھانے کھا چکے، مشروبات پی چکے اور پھل بھی کھا چکے۔ اب انہیں لباس پہناؤ۔ چنانچہ ان کے لیے جنت کے پھل ایسے حلوں کے ساتھ کھولے جائیں گے جنہیں نور رحمٰن کے ساتھ صیقل کیا گیا ہوگا۔ پس وہ انہیں پہن لیں گے، پھر اللہ تعالیٰ عزوجل حجابوں کے پیچھے سے آواز دے گا، مرحبا! میرے بندو! میرے ملاقاتیو! میرے پڑوسیو! اور میرے وفد! کھا چکے، پی چکے، پھل بھی کھا چکے اور لباس بھی پہن چکے۔ اب انہیں خوشبو لگاؤ پس ان پر ایک تیز ہوا چلے گی جسے مثیرہ کہا جائے گا۔ اور اس میں سبز اور سفید مسک کے برتن ہوں گے۔ اور وہ ہوا اسے ان کے چہروں پر بغیر کسی غبار اور سیاہی کے پھونک دے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ انہیں حجاب کے پیچھے سے ندا دے گا۔ مرحبا! اے میرے بندو! میرے ملاقاتیو! میرے پڑوسیو! اور میرے وفد! کھا چکے، پی چکے، پھل کے ساتھ تواضع کر چکے، لباس پہن چکے اور خوشبو لگا چکے۔ مجھے اپنی عزت کی قسم! میں ضرور بضرور ان کے لیے ظہور فرماؤں گا تاکہ وہ مجھے دیکھ لیں پس یہی اللہ تعالیٰ کی جانب سے عطا کی انتہا ہے اور مزید فضل ہے۔ پھر رب کریم اپنا دیدار

marfat.com

Marfat.com

کرانے کے لیے ان پر ظہور فرمائے گا۔ پھر فرمائے گا: السلام علیکم عبادی انظر والی۔ میرے بندو! تمام پر سلام ہو میری طرف دیکھو۔ ''فَقَدْ رَضِيْتُ عَنْكُمْ'' تحقیق میں تم سے راضی ہوں۔ سو جنت کے محلات، اور وہاں کے درخت چار بار پکار کر کہیں گے۔ سبحانك۔ تیری ذات پاک ہے۔ اور قوم سجدے میں گر پڑے گی۔ پھر رب کریم انہیں ندا دے گا: اے میرے بندو! اپنے سروں کو اٹھاؤ۔ کیونکہ یہ دار العمل نہیں ہے اور نہ ہی دار نصب ہے۔ بلاشبہ یہ تو ثواب و جزا کا دار ہے۔ اور مجھے میری عزت کی قسم! میں نے اسے صرف تمہارے لیے ہی پیدا کیا ہے اور کوئی ایسی ساعت نہیں گزری جس میں تم نے دار دنیا میں میرا ذکر کیا ہو اور میں نے اپنے عرش کے اوپر تمہارا ذکر نہ کیا ہو۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حدیث بیان فرمائی آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے جبریئل امین نے بتایا۔ آدمی ایک حور کے پاس داخل ہوگا۔ تو وہ اس کا استقبال کرے گی، اس کے ساتھ معانقہ کرے گی اور اس سے مصافحہ کرے گی اور ایسے پوروں کے ساتھ اس کی خدمت بجالائے گی کہ اگر ان میں سے کوئی پورا ظاہر ہو جائے تو اس کی روشنی سورج اور چاند کی روشنی پر غالب آ جائے۔ اور اگر بالوں کا ایک مٹھا ظاہر ہو جائے تو وہ اپنی پاکیزہ خوشبو سے مشرق و مغرب کے مابین کو بھر دے۔ پس اسی اثناء میں کہ وہ اس کے ساتھ پلنگ پر تکیہ لگائے بیٹھا ہوگا اچانک اوپر کی جانب سے اس پر ایک نور چمکے گا۔ تو وہ یہ گمان کرے گا کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر ظہور فرمانے والا ہے۔ پھر ایک حور اسے پکار کر کہے گی: اے اللہ تعالیٰ کے دوست! کیا ہمارے لیے تجھ میں کوئی حصہ نہیں ہے؟ تو وہ کہے گا: اے آواز دینے والی! تو کون ہے؟ تو وہ جواب دے گی: میں ان میں سے ہوں جن کے بارے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ۝ چنانچہ وہ اس کی طرف پھر جائے گا اور اس میں اتنا حسن و جمال اور کمال ہوگا جو پہلی کے پاس نہیں تھا۔ پس اسی اثناء میں کہ وہ اپنے پلنگ پر تکیہ لگائے بیٹھا ہوگا کہ اچانک اوپر کی جانب سے ایک نور ظاہر ہوگا تو یہ ایک دوسری حور ہوگی جو اسے آواز دے گی: اے اللہ تعالیٰ کے ولی! کیا ہمارے لیے تیرے پاس کوئی باری نہیں ہے؟ تو وہ پوچھے گا: اے پکارنے والی! تو کون ہے؟ تو وہ جواب دے گی میں ان میں سے ہوں جن کے بارے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۝ (السجدہ) (پس نہیں جانتا کوئی شخص جو (نعمتیں) چھپا کر رکھی گئی ہیں ان کے لیے جن سے آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی یہ صلہ ہے ان (اعمال حسنہ) کا جو وہ کیا کرتے تھے) پس وہ مسلسل ایک بیوی سے دوسری بیوی کی طرف پھرتا، بدلتا رہے گا۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ سے لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ فِيْهَا وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ۝ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے: اگر ادنیٰ اہل جنت کے پاس سارے کے سارے بارے اہل جنت بھی اتر پڑیں تو وہ ان تمام کو کھانے، پینے، بیٹھنے کی جگہوں اور خدام کے اعتبار سے کافی بلکہ ان کی حاجت و ضرورت سے زیادہ وسیع ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت کثیر بن مرہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مزید یہ ہے کہ بادل اہل جنت کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 201، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com

Marfat.com

ساتھ ساتھ ہوگا اور کہے گا کون سی شے کی تم خواہش کرتے ہو کہ میں تمہارے لیے اس کی بارش برسا دوں؟ پس وہ جو شے بھی طلب کریں گے۔ وہ ان پر اس کی بارش کردے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

وَ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَشَدُّ مِنْهُمْ بَطْشًا فَنَقَّبُوْا فِي الْبِلَادِ ؕ هَلْ مِنْ مَّحِيْصٍ ۝۳۶ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ ۝۳۷

"اور قریش مکہ سے پہلے ہم نے برباد کر دیا بہت سی قوموں کو جو شوکت و قوت میں ان سے کہیں زیادہ تھیں، پس وہ گھومتے رہے شہروں میں۔ کیا عذاب الٰہی سے انہیں کوئی پناہ گاہ ملی؟ بے شک اس میں نصیحت ہے اس کے لیے جو دل (بینا) رکھتا ہو یا (کلام الٰہی کو) کان لگا کر سنے متوجہ ہو کر"۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: فَنَقَّبُوْا فِي الْبِلَادِ کا معنی ہے وہ شہروں میں رہنے کو ترجیح دیتے رہے۔(1)

امام طستی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ نافع بن ازرق نے ان سے پوچھا فَنَقَّبُوْا کا کیا معنی ہے۔ تو آپ نے جواباً فرمایا: لغت یمن کے مطابق اس کا معنی ہربوا ہے۔ یعنی وہ شہروں میں گھومتے رہے۔ بھاگتے رہے۔ تو نافع نے کہا کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے عدی بن زید کا یہ قول نہیں سنا:

نَقَّبُوْا فِي الْبِلَادِ مِنْ حَذَرِ الْمَوْتِ وَجَالُوْا فِي الْاَرْضِ اىّ مجال

"وہ موت کے ڈر سے شہروں میں بھاگ کر گئے اور زمین میں جو بھی گھومنے کی جگہ ہے وہ گھومتے رہے"۔

امام فریابی اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ فَنَقَّبُوْا فِي الْبِلَادِ کا معنی ہے وہ زمین میں سفر کرتے رہے، گھومتے رہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ نے هَلْ مِنْ مَّحِيْصٍ ۝ کے تحت فرمایا کیا کوئی بھاگ کر پناہ لینے کی جگہ ہے جس کی جانب وہ موت سے بھاگ رہے ہیں۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ فَنَقَّبُوْا فِي الْبِلَادِ ؕ هَلْ مِنْ مَّحِيْصٍ ۝ کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے دشمن (شہروں میں) گھومتے پھرتے رہے اور انہوں نے یہ جان لیا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم انہیں پا کر رہنے والا ہے (یعنی وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے کبھی راہ فرار اختیار نہیں کر سکتے)(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ منافقین رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا کرتے تھے پھر باہر نکلتے تھے۔ تو کہتے تھے ابھی آپ نے کیا کہا ہے؟

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 204، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 205

marfat.com
Marfat.com

(وجہ یہ ہے کہ) اس کے پاس دل (بینا) نہیں ہے۔

امام بخاری نے الادب میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ بے شک عقل دل میں ہے، رحمت جگر میں ہے، مہربانی اور نرمی تلی میں ہے اور عظمت وہمت گردوں میں ہے۔ (1)

امام بیہقی نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ توفیق بہترین قائد ہے، حسن خلق بہترین ساتھی ہے، عقل بہترین صاحب ہے، ادب بہترین ترازو (میزان) ہے اور خود پسندی سے بڑھ کر کوئی وحشت نہیں۔ (2)

امام فریابی اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ کے تحت یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کا مفہوم ہے وہ اس کے بغیر اپنی طرف سے کوئی بات نہ کرے۔ وَهُوَ شَهِيدٌ ۝ فرمایا: اور دل کے ساتھ حاضر رہے۔ (3)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيدٌ ۝ کا یہ معنی بیان کیا ہے کہ وہ سن رہا ہو اور اس کا دل حاضر ہو، اس کا دل کسی اور جگہ نہ ہو۔

امام عبدالرزاق اور ابن جریر رحمہما اللہ نے اسی کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول ذکر کیا ہے: اہل کتاب میں سے وہ آدمی جس نے قرآن کو کان لگا کر سنا اور جو کچھ کتاب اللہ میں سے اس کے سامنے ہے اس کی طرف خوب متوجہ ہو کر اسے سنا۔ تو وہ یقیناً النبی محمد ﷺ لکھا ہوا پالے گا۔ (4)

وَ لَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ۖ وَّ مَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ ۝۳۸ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَ قَبْلَ الْغُرُوْبِ ۝۳۹ وَ مِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَ اَدْبَارَ السُّجُوْدِ ۝۴۰ وَ اسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ ۝۴۱ يَّوْمَ يَسْمَعُوْنَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوْجِ ۝۴۲ اِنَّا نَحْنُ نُحْيٖ وَ نُمِيْتُ وَ اِلَيْنَا الْمَصِيْرُ ۝۴۳ يَوْمَ تَشَقَّقُ الْاَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا ؕ ذٰلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا يَسِيْرٌ ۝۴۴ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ وَ مَاۤ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ ۫ فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ ۝۴۵

''اور ہم نے پیدا فرمایا آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے چھ دنوں میں اور ہمیں تھکن نے چھوا

1۔ شعب الایمان، باب فی فصل العقل، جلد 4، صفحہ 161 (4662)، دار الکتب العلمیہ بیروت — 2۔ ایضاً (4661)

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 206، دار احیاء التراث العربی بیروت — 4۔ ایضاً

marfat.com

Marfat.com

تک نہیں۔ پس آپ صبر فرمایئے ان کی (دل دکھانے والی) باتوں پر اور پاکی بیان کیجئے اپنے رب کی حمد کے ساتھ طلوع آفتاب سے پہلے اور غروب آفتاب سے پہلے۔ اور رات کے وقت بھی اس کی پاکی بیان کیجئے اور نمازوں کے بعد بھی۔ اور کان کھول کر سنو اس دن کے بارے میں جب پکارنے والا قریب سے پکارے گا۔ جس دن سنیں گے سب لوگ ایک گرج دار آواز بالیقین۔ وہی دن (قبروں سے) نکلنے کا دن ہوگا۔ بے شک ہم ہی زندہ کرتے ہیں اور ہم ہی مارتے ہیں اور ہماری طرف ہی (سب نے) لوٹنا ہے۔ جس روز زمین پھٹ جائے گی ان کے اوپر سے جلدی سے نکل پڑیں گے۔ یہی حشر ہے، یہ ہمارے لیے بالکل آسان ہے۔ ہم خوب جانتے ہیں جو وہ کہتے ہیں اور آپ ان پر جبر کرنے والے نہیں۔ پس آپ نصیحت کرتے رہیے اس قرآن سے ہر اس شخص کو جو (میرے) عذاب سے ڈرتا ہے''۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہودیوں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے ان دنوں میں مخلوق کو پیدا فرمایا، اتوار، پیر، منگل، بدھ، جمعرات اور جمعہ۔ اور ہفتہ کے دن آرام کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ لَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَیْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ۖ وَّ مَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ ﴿۳۸﴾۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ یہودیوں نے کہا: بے شک اللہ تعالیٰ نے چھ دنوں میں مخلوق کو پیدا فرمایا۔ جمعہ کے دن تخلیق سے فارغ ہوا اور ہفتہ کے دن اس نے آرام فرمایا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اس قول کو جھٹلاتے ہوئے فرمایا وَّ مَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ ﴿۳۸﴾۔ (1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ لُّغُوْبٍ ﴿۳۸﴾ کا معنی تھکاوٹ ہے۔ (2)

امام آدم بن ابی ایاس، فریابی، ابن جریر اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ لُّغُوْبٍ ﴿۳۸﴾ سے مراد تھکاوٹ ہے، یہودی کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کو پیدا کرنے کے بعد تھک گیا۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے تاریخ میں حضرت عوام بن حوشب رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے حضرت ابومجلز سے ایسے آدمی کے بارے پوچھا جو بیٹھتا ہے اور اپنی ایک ٹانگ دوسری کے اوپر رکھ لیتا ہے۔ تو انہوں نے جواب دیا: کوئی حرج نہیں۔ اسے صرف یہودیوں نے ناپسندیدہ اور مکروہ قرار دیا ہے۔ ان کا گمان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا فرمایا۔ پھر ہفتہ کے دن آرام کیا اور وہ اسی حالت میں بیٹھ گیا۔ تو اس پر اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔

ارشاد باری تعالیٰ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا یَقُوْلُوْنَ الآیہ کے بارے امام طبرانی نے الاوسط میں اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: طلوع آفتاب سے پہلے صبح کی نماز ہے اور غروب آفتاب سے قبل عصر کی نماز ہے۔

رہا ارشاد گرامی وَ مِنَ الَّیْلِ فَسَبِّحْهُ وَ اَدْبَارَ السُّجُوْدِ ﴿۴۰﴾ حضرت ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 208، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 207

marfat.com

Marfat.com

قول بیان کیا ہے کہ وَ مِنَ الَّیْلِ فَسَبِّحْهُ سے مراد عشاء کی نماز ہے اور اَدْبَارَ السُّجُوْدِ سے مراد نوافل ہیں۔(1)

امام ابن جریر نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا وَ مِنَ الَّیْلِ فَسَبِّحْهُ سے مراد ساری رات ہے۔

امام ترمذی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رات گزاری۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر سے پہلے خفیف سی دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے تشریف لے گئے اور فرمایا: اے ابن عباس! فجر کی نماز سے پہلے دو رکعتیں پڑھنا ادبار النجوم (ستاروں کے بعد) ہے۔ اور مغرب کے بعد دو رکعتیں پڑھنا ادبار السجود (نمازوں کے بعد) ہے۔ حاکم نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے۔

امام مسدد نے مسند میں، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اِدْبَارَ النُّجُوْمِ (الطور:49) اور اَدْبَارَ السُّجُوْدِ کے بارے استفسار کیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ادبار السجود مغرب کے بعد کی دو رکعتیں ہیں اور اِدْبَارَ النُّجُوْمِ صبح سے پہلے کی دو رکعتیں ہیں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دس رکعات نفل یاد کیے ہیں۔ ان میں سے چار کا ذکر کتاب اللہ میں ہے وَ مِنَ الَّیْلِ فَسَبِّحْهُ وَ اَدْبَارَ السُّجُوْدِ فرمایا اس سے مراد مغرب کے بعد کی دو رکعتیں ہیں۔

امام ابن منذر اور محمد بن نصر نے الصلاۃ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اَدْبَارَ السُّجُوْدِ سے مراد مغرب کے بعد کی دو رکعتیں ہیں۔ اور اِدْبَارَ النُّجُوْمِ (الطور:49) سے مراد نماز فجر سے پہلے کی دو رکعتیں ہیں۔

امام ابن منذر اور ابن نصر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ ابو تمیم جیشانی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اَدْبَارَ السُّجُوْدِ کے متعلق ارشاد فرمایا: کہ یہ مغرب کے بعد کی دو رکعتیں ہیں۔

ابن جریر نے حضرت ابراہیم سے یہ قول نقل کیا ہے کہ نماز مغرب کے بعد کی دو رکعتوں کو اَدْبَارَ السُّجُوْدِ کہا جاتا ہے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اَدْبَارَ السُّجُوْدِ سے مراد مغرب کے بعد کی دو رکعتیں ہیں (3) اور انہوں نے قتادہ، شعبی اور حسن سے بھی اسی طرح نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے مغرب کے بعد کی دو رکعتوں کے متعلق پوچھا گیا۔ تو انہوں نے کہا: ان دونوں کا ذکر تو کتاب اللہ میں موجود ہے یعنی فَسَبِّحْهُ وَ اَدْبَارَ السُّجُوْدِ۔(4)

امام بخاری، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن نصر اور ابن مردویہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اَدْبَارَ السُّجُوْدِ سے مراد نماز کے بعد تسبیح بیان کرنا ہے(5)۔ اور امام بخاری

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 11-208، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 210
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 211
5۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 719، وزارت تعلیم اسلام آباد

Marfat.com

marfat.com

کے الفاظ کا مفہوم یہ ہے: کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو حکم ارشاد فرمایا کہ آپ تمام نمازوں کے بعد تسبیح بیان کیا کریں۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا وَ اسْتَمِعْ یَوْمَ یُنَادِ الْمُنَادِ سے مراد صیحہ یعنی چیخ، سخت آواز ہے۔(1)

امام ابن عساکر اور واسطی رحمہما اللہ نے بیت المقدس میں بیان کیا ہے کہ یزید بن جابر نے وَ اسْتَمِعْ یَوْمَ یُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَّكَانٍ قَرِیْبٍ﴿۴۱﴾ کے تحت فرمایا کہ حضرت اسرافیل علیہ السلام بیت المقدس کی چٹان پر کھڑے ہوں گے اور صور پھونکیں گے اور کہیں گے اے بوسیدہ ہڈیو! پھٹے اور بکھرے ہوئے جسمو! اور کٹے ہوئے بالو! اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دے رہا ہے کہ فیصلہ کن حساب کے لیے جمع ہو جاؤ۔ ''یَا اَیَّتُهَا الْعِظَامُ النَّخِرَةُ وَالْجُلُوْدُ الْمُتَمَزِّقَةُ وَالْاَشْعَارُ الْمُتَقَطِّعَةُ اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُكِ اَنْ تَجْتَمِعِیْ لِفَصْلِ الْحِسَابِ''۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت کعب رحمۃ اللہ علیہ سے اسی آیت کے تحت یہ بیان کیا ہے کہ بیت المقدس کی چٹان پر کھڑے ہو کر فرشتہ آواز دے گا اے بوسیدہ ہڈیو! اور اے کٹے ہوئے اعضائے بدن! بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں حکم ارشاد فرما رہا ہے کہ تم فصل قضاء کے لیے جمع ہو جاؤ۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ بیت المقدس کی چٹان پر کھڑے ہو کر اور اپنے کانوں میں انگلیاں ڈال کر فرشتہ آواز دے گا: اے لوگو! حساب کے لیے آ جاؤ۔(3)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور واسطی رحمہم اللہ نے مذکورہ آیت کے ضمن میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم بیان کرتے ہیں کہ فرشتہ بیت المقدس کی چٹان سے ندا دے گا اور یہ زمین کا وسط ہے اور ہم نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ صخرہ بیت المقدس زمین کی نسبت اٹھارہ میل آسمان کے زیادہ قریب ہے۔(4)

امام واسطی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ پکارنے والا بیت المقدس کی چٹان سے پکارے گا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ یَوْمَ یَسْمَعُوْنَ الصَّیْحَةَ بِالْحَقِّ کے تحت حضرت ابن جریج رحمہ اللہ نے فرمایا کہ صور پھونکنے کی آواز دور و نزدیک والے سب سنیں گے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ذٰلِكَ یَوْمُ الْخُرُوْجِ﴿۴۲﴾ سے مراد وہ دن ہے جس دن وہ قبور سے دوبارہ زندہ ہو کر نکلیں گے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ یَوْمَ تَشَقَّقُ الْاَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آسمان ان پر بارش برسائے گا یہاں تک کہ ان سے زمین پھٹ جائے گی۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے پہلا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 212، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً
3۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 213 4۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 212

marfat.com

Marfat.com

میں ہوں جس سے زمین شق ہوگی۔ پھر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ پھر میں اہل بقیع کے پاس آؤں گا اور انہیں میرے ساتھ اٹھایا جائے گا۔ پھر میں اہل مکہ کا انتظار کروں گا۔ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ آیت تلاوت فرمائی: یَوْمَ تَشَقَّقُ الْاَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا الآیہ۔(1)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَمَاۤ اَنْتَ عَلَیْهِمْ بِجَبَّارٍ کے تحت حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس کا معنی ہے آپ ان پر جبر نہ کیجئے۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مذکورہ آیت کے تحت یہ بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جبر کرنے کو ناپسند کیا ہے اور آپ کو اس سے منع فرمایا ہے اور اس میں آگے بیان فرمایا فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ یَّخَافُ وَعِیْدِ۔(3)

امام حاکم نے حضرت جریر رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ایک آدمی حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا جو بہت گھبرایا ہوا اور پریشان حال تھا۔ تو آپ نے فرمایا: پرسکون ہو جایئے۔ اپنا معاملہ ہلکا کیجئے۔ بلاشبہ میں قریش کی اس عورت کا بیٹا ہوں جو اس بطحاء میں خشک گوشت کے ٹکڑے کھاتی تھی۔ پھر جریر نے یہ آیت تلاوت کی: وَمَاۤ اَنْتَ عَلَیْهِمْ بِجَبَّارٍ۔(4)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مریضوں کی عیادت کیا کرتے تھے۔ جنازوں کے ساتھ تشریف لے جاتے تھے۔ غلاموں کی دعوت قبول کرتے تھے۔ اور گدھے پر سواری کرتے تھے۔ غزوۂ خیبر اور یوم قریظہ کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم گدھے پر سوار تھے۔ اس کی لگام کھجور کی چھال سے بنی ہوئی رسی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نیچے کھجور کی چھال سے بنا ہوا پالان تھا۔(5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ نے ہمیں خوفزدہ کیا تو یہ آیت نازل ہوئی: فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ یَّخَافُ وَعِیْدِ۔(6)

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 505 (3722)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 214، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً
4۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 506 (3733)
5۔ ایضاً، (3734)
6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 215

marfat.com

Marfat.com